سلسلہ مطبوعات جامعہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، قصور (17)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

بحیثیت ایک عظیم محدّث

مولانا عبدالرحمٰن ضیاء حفظہ اللہ
مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث، جھنگ

نظر ثانی
ابراہیم بن بشیر الحسینوی

سلفی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE

سلسلہ مطبوعات جامعہ امام احمد بن حنبل بائی پاس چوک، لاہور 17

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

بحیثیت

ایک عظیم محدث

از

مولانا عبدالرحمن ضیاء حفظہ اللہ

مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث، جھنگ

نظر ثانی

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

بحیثیت

ایک عظیم محدث

از

عبد الرحمن ضیاء حفظہ اللہ
مدرس مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث، جھنگ

نظر ثانی
محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

اشاعت.................................اگست 2017ء

ناشر

سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187

United Kingdom
Suit M0162
265-269 Kingston Road
Wimbledon, London
SW19 3NW
Mob: +447497261845

Email info@salafiri.com Web info@salafiri.com

فہرست مضامین

تقدیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

اما بعد ہمارے لیے بہت بڑی سعادت ہے کہ ہم استاذ الاساتذہ، فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن ضیاء حفظہ اللہ آف جھنگ کی تمام کتب شائع کر رہے ہیں۔ مثلاً شرح صحیح بخاری، شرح سنن النسائی، شرح علل الصغیر للترمذی، مقالات توحید بنت حوا کے نام ایک خط وغیرہ۔

شیخ محترم نے تحریری طور پر مجھ ناچیز کو اپنی تمام کتب شائع کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ فجزاہ اللہ خیرا

آپ احباب کے علم میں ہے کہ ہم سلف کی کتب عقیدہ، راشدی خاندان کی کتب اور شرح صحیح بخاری لحافظ گوندلوی رحمہ اللہ بھی شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل کو قبول فرمائے۔ آمین

آپ کا بھائی

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل بائی پاس چوک، قصور

2017/8/7ء

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بحیثیت ایک عظیم محدث

نام ونسب

تقی الدین ابو العباس احمد بن شهاب الدين ابوالمحاسن عبد الحليم بن ابو البركات عبد السلام بن ابومحمد عبد الله بن ابوالقاسم خضر بن محمد بن خضر بن علی بن عبد الله بن تيمية حرانی، نزیل دمشق رحمه الله.

ولادت

''حران'' مقام پر بروز سوموار ۱۰ یا ۱۲ ربیع الاوّل ۶۶۱ ھ میں پیدا ہوئے، سات سال حران میں رہ کر اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کر گئے راستے میں دشمن (تاتاریوں) نے تعاقب کیا اس موقعہ پر سب نے مل کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کی اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور وہ صحیح سلامت ۶۶۷ ھ کو دمشق پہنچ گئے۔

آپ نے دمشق میں نہایت پاکیزہ اور عمدہ نشوونما پائی۔ [1]

ابن تیمیہ کی وجہ تسمیہ

کہا گیا ہے کہ ان کے دادا محمد بن خضر حج کے سفر کے دوران تیما نامی بستی سے گزرے، وہاں گلی میں ایک خوب صورت لڑکی دیکھی جب واپس آئے تو گھر میں بچی تولد ہو چکی تھی اس کو دیکھ کر کہا: اے تیمیہ، اے تیمیہ! اس بنا پر وہ ابن تیمیہ کہلائے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے دادا محمد کی والدہ کا نام تیمیہ تھا جو واعظہ تھیں، ان کی نسبت سے 'ابن تیمیہ' مشہور ہوئے۔ [2]

[1] انوار: ۲/ ۲۵۹.
[2] انوار، ج:۲، ص:۲۵۹.

لقب

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا لقب شیخ الاسلام ہے۔ بڑے بڑے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) حضرات اور علمائے افاضل (جو اسلام کے ستون ہیں) نے ان پر اس اطلاق کی صراحت کی ہے۔ [1] علامہ ابن زملکانی رحمہ اللہ نے ان کو حجۃ اللہ فی الاسلام کا لقب بھی دیا ہے۔ [2]

شیخ الاسلام کے لقب کا اطلاق ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے لیے اتنا عام ہو گیا ہے کہ عرب ممالک خصوصاً سعودیہ میں عقائد کی کتب، تحریرات وتقاریر اور دروس میں جب بھی شیخ الاسلام کا لفظ پڑھتے یا سنتے ہیں تو فوراً ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی متبادر الی الاذہان ہوتے ہیں۔ سعودی عرب بلکہ پورے عالم عرب کی کوئی بھی عقیدہ میں لکھی گئی کتاب شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ذکر سے خالی نہیں۔

محمد بن محمد العجمی المعروف علاء البخاری (۷۷۹ھ ...... ۸۴۱ھ) نے شیخ موصوف کے لقب ''شیخ الاسلام'' پر اعتراض کیا تھا، جو اس کے شیخ الاسلام سے بغض وعناد کا غماز ہے، بلکہ تعصب کی انتہا یہ کہ اس نے ایک کتاب لکھ ماری جس کا نام رکھا: '' مَنْ زَعَمَ أَنَّ ابْنَ تَيْمِيَّةَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَافِرٌ ''

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت مستمرہ وجاریہ ہے کہ جب بھی کسی زمانے میں یا کسی جگہ اہل بدعت کی طرف سے کوئی سر اٹھاتا ہے، زبان کھولتا یا قلم چلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سرکوبی کے لیے اہل سنت وحدیث میں سے علم وفضل سے معمور کسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جس کی جدوجہد سے وہ فتنہ اپنی ہی ظلمات کی گہری وادیوں میں گم ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ شخص اپنے وقت کا واقعۃً ''شیخ الاسلام'' ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے ناصر السنہ قامع البدعۃ شیخ المحدثین امام علامہ حافظ محمد بن ابی بکر ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ (وفات ۸۴۲) کو عجمی کی اس کتاب کا مسکت جواب لکھنے کی توفیق بخشی، یہ امام ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ پختہ ذہن اور مضبوط

[1] انوار رحمانی: ۲/ ۲۱۹.
[2] انوار: ۲/ ۲۱۸.

طبیعت کے مالک تھے، قوی اور غیر متزلزل عقیدہ رکھتے تھے، بلند اخلاق کے مالک اور پسندیدہ صفات سے متصف تھے، ذہین وفطین ہونے کے علاوہ ان میں عجز وانکسار، دیانت وانصاف، دیانت اور عفت کی صفات موجود تھیں، حق اور اہل حق کا دفاع کرتے تھے ان کے علم وفضل پر سب متفق تھے فضلاء کی ایک جماعت نے ان کے احوال لکھے ہیں ان کی تعریف کی ہے۔ ❶

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے عجمی کے اس رد کا نام ہی "الرد الوافر علی زعم: بان من سمی ابن تیمیة شیخ الاسلام کافر" رکھا ہے۔

اس کتاب پر کبار علماء اور شیوخ الحدیث کی تقاریظ بھی ہیں، تقاریظ سمیت اس کے کل صفحات (۲۸۱) ہیں۔

اس کی تقاریظ لکھنے والوں میں:

① علامہ محب ابن نصر اللہ بغدادی
② علامہ ابراہیم بن محمد سبط ابن العجمی
③ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (شارح صحیح بخاری)
④ علامہ نورالدین عینی حنفی
⑤ امام سراج الدین بلقینی
⑥ قاضی القضاۃ عبدالرحمن تفہنی حنفی
⑦ علامہ محمود بن عینی حنفی رحمہم اللہ وغیرہم شامل ہیں۔

قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء محمد ابن عبدالبر یحییٰ السبکی رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

" وَاللّٰهِ يَا فُلَانُ! مَا يُبْغِضُ ابْنَ تَيْمِيَّةَ اِلَّا جَاهِلٌ اَوْ صَاحِبُ هَوًى فَالْجَاهِلُ لَا يَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ وَصَاحِبُ الْهَوَى يَصُدُّهُ هَوَاهُ عَنِ الْحَقِّ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ بِهِ"❷

❶ انوار، ج:۲، ص:۲۲۲.
❷ الرد الوافر، ص:۵۶.

"اے فلاں! اللہ کی قسم! ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) سے صرف جاہل (نادان) یا خواہش پرست اور گمراہ ہی بغض وعداوت رکھ سکتا ہے۔ جاہل تو اس لیے کہ اسے یہ پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور خواہش پرست اور گمراہ اس لیے کہ اسے اس کی خواہش نفس اور گمراہی حق اور انصاف کی معرفت رکھنے کے باوجود اُن سے روک دیتی ہے۔"

امام ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں امت کے ۸۷ اکابر علماء کے اقوال درج کیے ہیں جنھوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو لقب شیخ الاسلام کے ساتھ ملقب بھی کیا ہے اور ان کی ایسی مدح وتوصیف بھی کی ہے جس سے العجمی کا دعویٰ ہباءً منثوراً ہو کر رہ گیا ہے۔

مصر اور شام کے علامہ قاضی القضاۃ ابوعبداللہ محمد ابن الصفی عثمان ابن الحریری انصاری حنفی (وفات ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

" اِنْ لَّمْ يَكُنِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ شَيْخَ الْإِسْلَامِ فَمَنْ؟ "❶

"اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں تو شیخ الاسلام اور کون ہو سکتا ہے؟"

علمائے احناف میں سے علامہ ملا علی قاری حنفی (وفات ۱۰۱۴ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن القیم کی حمایت میں ابن حجر مکی ہیثمی (یہ حافظ ابن حجر عسقلانی نہیں) کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" مَنْ طَالَعَ شَرْحَ مَنَازِلِ السَّائِرِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُمَا كَانَا مِنْ أَكَابِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمِنْ أَوْلِيَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ "❷

"جو کوئی حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی کتاب "مدارج السالکین شرح منازل السائرین" کا مطالعہ کرے گا اس کے لیے یہ بات کھل کر واضح ہو جائے گی کہ وہ دونوں

❶ الرد الوافر، ص:۵۷.
❷ دیکھیے، جمع الوسائل شرح شمائل الترمذی لملا علی قاری طبع مصر، ج:۱، ص: ۲۰۷، سطر:۳ من الاسفل.

(یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن القیم) اکابر اہل سنت والجماعت اور اس امت کے اولیاء میں سے تھے۔"

بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

" وَتَلْقِيْبُهُ بِشَيْخِ الْإِسْلَامِ فِيْ عَصْرِهِ بَاقٍ إِلَى الْآنَ عَلَى الْأَلْسِنَةِ الزَّكِيَّةِ وَيَسْتَمِرُّ غَدًا كَمَا كَانَ بِالْأَمْسِ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ مِقْدَارَهُ وَتَجَنَّبَ الْإِنْصَافَ " [1]

"ابن تیمیہ کو "شیخ الاسلام" لقب کے ساتھ ملقب کیا جانا ان کے زمانہ سے لے کر ہمارے دور تک باقی ہے اور یہ لقب جس طرح کل ان کے لیے تھا آئندہ بھی اسی طرح ان کے لیے ثابت وجاری رہے گا اور اس لقب کا انکار جاہل ہی کر سکتا ہے۔ جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقام ومرتبہ سے بالکل ناآشنا ہو اور جو حق وانصاف کی بات کہنے سے گریز کرتا ہو۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی قوتِ حافظہ

شیخ الاسلام نے چھ سال کی عمر میں سماعِ حدیث کی ابتدا کر دی تھی، ان کا حافظہ انتہائی قوی تھا، ایک ہی نظر سے دیکھی ہوئی چیز کو ازبر کر لیتے تھے اور اس بات کا عام چرچا ہو گیا تھا۔ چناں چہ حلب شہر کے ایک مشہور شیخ دمشق میں آئے انھوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے یہاں ایک لڑکا احمد بن تیمیہ ہے جو غیر معمولی قوتِ حافظہ کا مالک ہے، یہاں میں اسی لیے آیا ہوں کہ ذرا اسے دیکھ لوں۔

ایک درزی نے کہا وہ ابھی ادھر سے گزرے گا کچھ دیر تشریف رکھیے وہ جب آئے گا تو میں آپ کو بتا دوں گا۔ یہ سن کر حلبی شیخ بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا پاس سے گزرا، درزی نے شیخ سے کہا یہ لڑکا جو ایک بڑی تختی لیے جا رہا ہے یہی احمد بن تیمیہ ہے۔ شیخ صاحب نے آواز دی، وہ آواز سن کر قریب آ گئے۔ شیخ صاحب نے تختی لے کر اس پر ایک نظر

[1] بحوث الندوة العالمية عن شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله، ص:۲۷۰.

ڈالی اور اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا اسے مٹانے کا کہا۔ احمد بن تیمیہ نے وہ مٹا دیا۔ شیخ نے کم وبیش تیرہ حدیثیں لکھیں پھر کہا پڑھو کیا لکھا ہے؟ ابن تیمیہ نے ان پر ایک نظر پھیری اور تختی شیخ صاحب کو پکڑا دی۔ شیخ صاحب نے کہا اب سناؤ اس پر کیا لکھا ہے؟ امام صاحب نے وہ ساری حدیثیں زبانی سنا دیں۔ شیخ صاحب نے دوبارہ کہا کہ اس پر جو لکھا ہے، اسے مٹا دو۔ پھر شیخ صاحب نے اپنی منتخب چند اسانید لکھوائیں اور ایک دفعہ پڑھنے کا موقع دیا، پھر تختی پکڑ کر کہا سناؤ کیا لکھا ہے؟ انھوں نے پھر پوری سندیں سنا دیں۔ شیخ حلبی یہ کمال دیکھ کر کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: یہ لڑکا اگر زندہ رہ گیا تو بڑا مرتبہ حاصل کرے گا، میری نظر سے آج تک ایسا ذہین لڑکا نہیں گزرا۔ [1]

ایک دفعہ امام صاحب کے والد محترم اپنے سب بچوں کو تفریح کے لیے کسی باغ میں لے جا رہے تھے، چناں چہ ابن تیمیہ سے بھی کہا: احمد! تم بھی بھائیوں کے ساتھ چلنے کے لیے تیار رہنا تفریح ہو جائے گی۔ مگر انھوں نے معذرت کر دی اور والد صاحب کے اصرار کے باوجود باغ میں نہ گئے جب کہ دوسرے سب افراد چلے گئے۔ وہ شام کو جب واپس آئے تو والد صاحب نے فرمایا تم نے خواہ مخواہ اپنے بھائیوں کو پریشان رکھا، وہ تمہاری عدم موجودگی کو بہت محسوس کر رہے تھے، انھوں نے نہایت ادب سے عرض کیا: "ابا جان! میں نے آج یہ کتاب حفظ کر ڈالی ہے۔" والد صاحب نے تعجب سے پوچھا: ساری کتاب؟ اچھا تو پھر سناؤ، ہونہار بیٹے نے ساری کتاب فرفر سنا دی، والد صاحب نے اپنے بیٹے کو گلے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کسی سے کہنا مت مبادا نظرِ بد کا شکار ہو جاؤ۔ [2]

امام صاحب رحمہ اللہ کا بڑے ہو کر ہر فن میں ایک متبحر امام بننے کا ایک سبب یہی تھا کہ اللہ

[1] العقود الدرية، ص:٤، امام ابن تيميه از محمد يوسف كوكن عمری، ص:٥١، حاشيه حيات شيخ الاسلام ابن تيميه لأبی زهره۔ للمحدث عطاء الله حنيف بهوجيانی رحمه الله الرد الوافر، ص:٥٣.

[2] الرد الوافر، امام ابن تيميه از مولانا محمد يوسف كوكن عمری، ص:٥٢.

تعالیٰ نے انھیں غیر معمولی حافظے کی نعمت سے نوازا تھا، پھر مطالعے کا انتہائی شوق تھا، کھیل کود میں کبھی وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ حتی کہ بیماری کی حالت میں بھی مطالعے میں مشغول رہتے تھے۔ فرماتے: میں ایک دفعہ بیمار ہوگیا، طبیب نے کہا: علمی مباحث اور مطالعہ سے پرہیز کیجیے کیوں کہ اس سے مرض بڑھے گا۔ میں نے کہا یہ مشکل ہے۔ یعنی مطالعہ چھوڑنا میرے لیے مشکل ہے یہ مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ ❶

فن حدیث میں شیخ الاسلام کا کمال

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنے محترم والد عبدالحلیم رحمہ اللہ کے ہمراہ شام کی طرف ہجرت کی اور آپ صغر سنی ہی میں سارا وقت محنت کوشش میں گزارتے۔ بچپن میں قرآنِ مجید حفظ کیا، پھر حدیث کی طرف توجہ دی۔ حدیث کے ساتھ فقہ اور عربی ادب کے حفظ میں بھی مصروف ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے ان میں خوب مہارت حاصل کی۔

شیخ الاسلام کے شیوخ حدیث کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہے۔ انھوں نے ایک کتاب ایسی بھی لکھی جس میں اپنی متصل اسانید کے ساتھ چالیس سے زیادہ شیوخ حدیث سے مختلف مضامین (عقیدہ، فقہ، معاملات مثلاً: ایمان، صلوٰۃ، حج، صوم، طہارت، قصاص، اخلاق اور مناقب وغیرہ) سے متعلقہ چالیس احادیث روایت کی ہیں، اور ہر شیخ سے سماع کی تاریخ اور اس کی تاریخ وفات ذکر کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے اور اس کا نام (الاربعون حديثا مشيخة ابن تيمية) رکھا ہے۔ شیخ الاسلام سے یہ ساری کتاب امام الجرح والتعدیل علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ مزید یہ کہ امام صاحب نے صحیح اور عالی سند کے ساتھ بہت سی کتب حدیث کی متعدد اساتذۂ کرام سے سماعت کی ہیں۔ مثلاً: مسند امام احمد بن حنبل، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن دارقطنی ان میں سے ہر ایک کا سماع انھوں نے کئی کئی مرتبہ کیا، حدیث کی پہلی کتاب جو آپ نے حفظ کی وہ امام حمیدی کی "الجمع بين الصحيحين" ہے۔ اور آپ نے معجم طبرانی کبیر کا سماع بھی کیا،

❶ روضة المحبين لابن القيم رحمہ اللہ، ص: ۸۰.

آپ نے حدیث پر خاص توجہ دی اور جن کتابوں کو پڑھا ان کو نقل بھی کیا۔ آپ کے فرطِ ذکاء، ذہن رسا، قوتِ حافظہ اور سرعت ادراک کو دیکھ کر بڑے بڑے فضلاء حیران و ششدر رہ جاتے تھے۔ ❶

آپ کے معاصرین وغیرہم کی شہادتیں

① شارح ترمذی علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ کی گواہی: ......فرماتے ہیں: حافظ مزی رحمہ اللہ نے ہی مجھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ملاقات کی ترغیب دی جب میں ان سے ملا تو ان کو ایسی شخصیت میں دیکھا کہ ان کے پاس علوم کا حظ وافر ہے قریب قریب ان کو سنن و آثار بالاستیعاب حفظ تھے۔ ❷

② امام الجرح والتعدیل علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی گواہی: ......فرماتے ہیں: وہ نقلیات کے سمندر تھے۔ صحاح ستہ، مسند کی احادیث میں وہ اتھارٹی تھے اور ان کے بارے میں بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ كُلُّ حَدِيْثٍ لَا يَعْرِفُهُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ جس حدیث کو ابن تیمیہ نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں۔ لیکن احاطۂ علم تو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ ❸

جب آپ اسکندریہ میں نظر بند تھے، حاکم سبتہ نے آپ کی مرویات کی اجازت چاہی اور درخواست کی کہ یہ لکھ بھی دیں چناں چہ آپ نے دس اوراق میں روایات بمع ان کی اسانید زبانی لکھ دیں۔ جب کہ بڑے بڑے محدث اس سے کم تر وقاصر ہیں۔ ❹

③ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کی گواہی: ......فرماتے ہیں: ابن تیمیہ رحمہ اللہ حدیث کے حافظ تھے۔ ❺

④ امام تجیبی رحمہ اللہ کی گواہی: ......فرماتے ہیں: شیخ الاسلام، امام، عالم، حافظ، متونِ

❶ انوار: ۲/ ۲۶۰_۲۵۹.
❷ انوار: ۲/ ۲۶۲.
❸ انوار: ۲/ ۲۶۹.
❹ انوار: ۲/ ۲۶۷.
❺ انوار: ۲/ ۲۷۲.

حدیث، اسانید حدیث، اقوالِ علماء اور سلف صالحین کی فقہ کے حفظ میں زمانہ کے عجوبہ تھے۔ ❶

⑤ شیخ علاء الدین بن غانم رحمہ اللہ کی گواہی:...... شیخ الاسلام کے بارے میں طویل مرثیہ میں فرماتے ہیں:

لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا لَهُ مِنْ نَظِيْرٍ
فِيْ جَمِيْعِ الْعُلُوْمِ وَالْأَحْكَامِ
عَالِمٌ فِيْ زَمَانِهِ فَاقَ بِالْعِلْـ
ـمِ جَمِيْعِ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ

"جملہ (تمام) علوم واحکام کو جاننے میں دنیا میں ان کی کوئی نظیر نہ تھی وہ ایسے عالم تھے جو کہ اپنے زمانے میں علم میں مہارتِ تامہ رکھنے کے ساتھ تمام بڑے بڑے اماموں پر فائق تھے۔" ❷

معجم المؤلفین [۶/ ۱۰۷] میں ہے کہ

عُرِفَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ أَنَّهُ أَحْفَظُ أَهْلِ عَصْرِهِ لِلْمُتُوْنِ.

یعنی ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس وصف کے ساتھ معروف ہیں کہ وہ اپنے زمانے کے تمام علمائے حدیث سے (متونِ حدیث کی) بڑے حافظ تھے۔

⑥ حافظ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ کی گواہی:...... فرماتے ہیں: میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، اور نہ خود انہوں نے اپنے جیسا دیکھا۔ میں نے ان سے بڑھ کر کتاب وسنت کا عالم اور ان سے بڑھ کر کتاب وسنت کا متبع کسی کو نہیں دیکھا۔ ❸

⑦ حافظ فتح الدین ابن سید الناس رحمہ اللہ کی ایک اور گواہی:...... فرماتے ہیں: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اگر تفسیر میں گفتگو کرتے ہیں تو تفسیر کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے،

❶ مقدمه، ص:۱۲، اربعین حدیثا لابن تیمیه.
❷ مقدمه اربعین، ص:۳۳.
❸ العقود الدرية.

اگر فقہ میں فتویٰ دیتے ہیں، تو اس میں ان کو کمال حاصل ہے اگر حدیث پر بات کرتے ہیں تو علم روایت میں ممتاز ہوتے ہیں، اگر اقوام وملل پر لیکچر دیتے ہیں تو ان جیسا کوئی دوسرا وسیع النظر نہیں ہوتا، ان کی درایت سب سے بلند ہے، ہر علم وفن میں وہ اپنے ابنائے جنس پر فائق تھے۔

⑧ شیخ علم الدین برزالی رحمہ اللہ کی گواہی:...... شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ وہ امام ہیں جس کی گرد کو بھی دوسرے نہ پہنچ سکے۔ آپ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے اور آپ میں مجتہدین کی سب شرطیں جمع تھیں۔

⑨ قاضی ابوالفتح ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی گواہی:...... فرماتے ہیں: جب میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ملا تو میں نے ان کو ایک ایسا شخص پایا کہ سب علوم ان کی آنکھوں کے سامنے ہیں جس کو لینا چاہتے ہیں لے لیتے ہیں جس کو چھوڑنا چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ جیسی عظیم ہستی پیدا فرمائے گا۔

⑩ امام ابن عبد الہادی رحمہ اللہ کی گواہی:...... فرماتے ہیں: وہ شیخ، امامِ ربانی، امام الائمہ، مفتی الامہ، بحر العلوم، سید الحفاظ، فارس المعانی والالفاظ، اپنے زمانے کے یکتا اور منفرد، شیخ الاسلام، برکۃ الانام، علامۃ الزمان، بڑے عبادت گزار، بدعتیوں کا قلع قمع کرنے والے، بڑے تیز فہم، قوی الحافظہ، تفسیر اور اس کے متعلقات کے امام، فقہ، اصولِ فقہ، نحو اور لغت کی خوب معرفت رکھنے والے تھے، نیز ایسے سمندر تھے جسے ڈول گدلا نہ کر سکیں۔

⑪ ایک سائل کی گواہی:...... کسی سائل نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے علومِ حدیث کے متعلق چھ سوالات کرنے سے پہلے ان کے علم حدیث میں تبحر علمی کو نظم کی صورت میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

يَا مُتْقِنًا عِلْمَ الْحَدِيْثِ وَمَنْ رَوٰى
سُنَنَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى الْمُخْتَارِ
أَصْبَحْتَ فِي الْإِسْلَامِ طَوْدًا رَاسِخًا
يُهْدٰى بِهِ وَعُدِدتَ فِي الْأَخْيَارِ

هٰذِهٖ مَسَائِلُ أَشْكَلَتْ فَتَصَدَّقُوْا
بِبَيَانِهَا يَا نَاقِلِي الْأَخْبَارِ
فَالْمُسْتَعَانُ عَلَى الْأُمُوْرِ بِأَهْلِهَا
إِنْ أَشْكَلَتْ قَدْ جَاءَ فِي الْآثَارِ
وَلَكُمْ كَأَجْرِ الْعَامِلِيْنَ بِسُنَّتِهِ
حِيْنَ سُئِلْتُمُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

"اے علم حدیث میں مضبوط اور ماہر اور اے پیارے پسندیدہ نبی کی احادیث کو روایت کرنے والے! آپ اسلام میں ایک ایسے مضبوط اور ٹھوس پہاڑ ثابت ہوئے ہیں جس سے راہنمائی لی جاتی ہے اور آپ بڑے علماء ومحدثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ یہ چند ایسے مسائل ہیں جو ہمارے لیے بہت مشکل بن گئے ہیں آپ چوں کہ احادیث نبویہ کے ناقل ہیں اس لیے آپ ان اشکالات کو حل کر کے ہم پر احسان فرما دیجیے کیوں کہ ایسے مسائل میں انھیں علماء سے مدد لی جاتی ہے جو ان کو حل کرنے کی استطاعت واہلیت رکھتے ہوں اور احادیث نبویہ میں تو ان کا حل موجود ہی ہے۔

بصیرت رکھنے والو! جب آپ سے سوالات ہو رہے ہیں تو اگر آپ جواب دیں گے تو سنت نبویہ پر عمل کرنے والوں کا سارا اجر وثواب آپ بھی پائیں گے۔"

اس کے بعد اُس سائل نے چھ سوالات کیے جن کا جواب شیخ الاسلام نے بڑی تفصیل سے دیا جو کہ مجموع الفتاویٰ [جلد:۱۸،ص:۶۰] سے شروع ہوتا ہے اور ص:۷۲ تک ناتمام ہے۔

12 حافظ ابوحفص بزار رحمہ اللہ کی گواہی: ......فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال، قضایا ووقائع، غزوات وسرایا اور فوجی مہمات کے سلسلے میں آپ کو بہترین بصیرت ومعرفت حاصل تھی اور روایات میں سے صحیح وسقیم کو خوب پہچانتے تھے اور صحابہ کرام کے اقوال

وافعال وقضایا وفتاویٰ، احوال وسیر سے خوب واقف تھے۔ ❶

آپ ﷺ سے منقول روایات میں سے صحیح وسقیم کو خوب پہچانتے تھے۔ ان سب باتوں کو آپ دوسروں سے زیادہ ضبط کرنے والے، اور انھیں پہچاننے والے تھے جس کتاب سے کوئی حدیث یا فتویٰ نقل کرتے یا اس سے استشہاد یا استدلال کرتے تو اس کا باقاعدہ حوالہ دیتے۔ صحیح، حسن وغیرہ کا ذکر کرتے اور راوی صحابی کا نام بھی بتا دیتے آپ سے جب بھی کسی اثر کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے اسی وقت اس کا اور اس کو روایت کرنے والے کا حال بیان فرما دیا۔ ❷

مزید فرماتے ہیں کہ:

عجیب تر تو یہ کہ جب آپ کو قید کیا گیا، آپ نے بہت سی کتابیں جیل میں لکھیں۔ ان کتابوں میں احادیث وآثار، علماء کے اقوال، محدثین ومؤلفین کے اسماء اور ان کی مؤلفات کا ذکر فرمایا پھر ہر بات کو اس کے ناقلین اور قائلین کی طرف منسوب کیا کتابوں کے اسماء کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ مسئلہ فلاں کتاب کے فلاں مقام پر ہے۔ حالاں کہ ظاہر ہے کہ یہ کتابیں آپ کے پاس (جیل میں) موجود نہیں تھیں یہ آپ کے قوی حافظے کا کرشمہ تھا اس کے بعد جب حوالوں اور مذکورہ باتوں کی چھان پھٹک کی گئی تو الحمد للہ کوئی فرق یا نقص نہیں نکلا۔ ❸

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قرآن وحدیث پر عمل

حافظ بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کے حق پر ثابت قدمی، مضبوطی اور توحید باری تعالیٰ کی حقانیت پر پختگی میں عظیم ترین ہستی تھے، کسی ملامت گر کی ملامت، کسی کہنے والے کی بات آپ پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی، اور نہ ہی کسی مدعی کی حجت بازی کی وجہ سے حق سے باز آتے تھے۔ بلکہ جب آپ کے سامنے حق واضح ہو جاتا تو آپ اس کو اپنے دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے

❶ انوار: ۲/ ۲۷۵. ❷ انوار: ۲/ ۲۷۵.
❸ انوار: ۲/ ۲۸۵.

بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور تعظیم کرنے والا نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ جب کسی مسئلہ میں کوئی حدیث بیان کرتے اور دیکھتے کہ اس کی ناسخ کوئی دوسری حدیث نہیں ہے تو اس پر خود عمل پیرا ہوتے، اس کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس بارے میں مخلوق میں سے کسی بڑے چھوٹے کی بات کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ جب کوئی منصف آپ کو عدل وانصاف کی نگاہ سے دیکھے گا تو وہ آپ کو کتاب وسنت کے ساتھ کھڑا پائے گا وہ دیکھے گا کہ کسی بڑے سے بڑے کی بات بھی آپ کو دوسری طرف مائل نہیں کر سکی۔ کتاب وسنت کے علم پر عمل کرنے میں کسی اور طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے۔ آپ کسی امیر، بادشاہ کے کوڑے اور تلوار سے نہیں ڈرتے تھے اور کتاب وسنت سے کسی قول کی خاطر نہیں ہٹتے تھے۔ کتاب وسنت کی مضبوط رسی کے ساتھ تمسک رکھتے تھے اس کے پابند اور اسی پر خوش تھے۔ ❶

شیخ امام ابوالعباس احمد بن ابراہیم واسطی کی گواہی

فرماتے ہیں: ہم نے اپنے زمانے میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ایسا پایا کہ نبوت محمدی کا نور ان کی زندگی میں اور نبی ﷺ کی سنتوں کی اتباع، ان کے اقوال وافعال میں عیاں تھی قلب سلیم اس کی شہادت دیتا تھا کہ حقیقی اتباع اور کامل پیروی اسی کا نام ہے۔ جلاء العینین ص: ۸ میں مزید فرماتے ہیں:

اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! آسمان کی چھت کے نیچے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا (کس چیز میں؟) علم میں، حال میں، اتباع میں، خلق میں، حلم میں۔

وہ سچا عقیدہ رکھنے والے، صحیح ترین علم وعزم رکھنے والے، حق کے قیام اور اس کی نصرت میں سب سے بلند ہمت، سخی ہاتھ والے، اپنے نبی محمد ﷺ کی کامل اتباع کرنے والے ہیں۔ ❷

شیخ الاسلام کا مرتبہ ومقام

ان کے دور کے علماء اور بعد والوں نے ان کی مدح وتعریف کی ہے اور ان کے وفورِ علم اور

❶ انوار: ۲/ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔
❷ انوار: ۲/ ۲٦٦۔

ہر فن میں متبحر امام ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے زہد وسخاوت، صبر وشجاعت، ورع وکمالِ فکر، خوفِ الٰہی، تواضع، عفو ودرگزر اور بجمیع اقسام جہاد فی سبیل اللہ کی گواہیاں دی ہیں۔ ان علماء کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

علامہ ابن زملکانی، محمد بن ابی بکر دمشقی شافعی، علامہ بلقینی، علامہ عبدالرحمن تفھنی حنفی، حافظ ابوحفص بزار، علامہ شہاب الدین احمد عمری شافعی، امام شمس الدین ابن القیم، سید صفی الدین حنفی، شیخ مرعی حنبلی، علامہ حافظ مزی، شیخ ابوحسان نحوی، امام الجرح والتعدیل حافظ ذہبی، شیخ علم الدین برزالی، مفسر قرآن حافظ ابن کثیر، فقیہ امام ابن قدامہ مقدسی، قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) نورالدین محمود بن احمد عینی حنفی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اس جگہ ان تمام کے اقوال کو درج کرنا تو مشکل ہے تاہم ایک نثری اور ایک نظمی قول نقل کر دیتے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا قول

علامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خالص سنت محمدیہ اور سلفی طریقے کی نصرت ومدد کی اور اس کو پختہ براہین اور مضبوط مقدمات اور ایسے دلائل سے ثابت کیا ہے جو اپنی مثال آپ ہی تھے اور ایسی عبادات والفاظ کا انتخاب کیا جن سے پہلے اور پچھلے خاموش رہے آپ نے ایسی عبادات کا اطلاق بڑی جرأت کے ساتھ کیا کہ پہلے اور پچھلے مرعوب ہو کر اس سے عاجز رہے یہاں تک کہ علمائے مصر وشام نے انتہائی شدت سے ان کی مخالفت کی انھوں نے ان پر بدعت کا الزام لگایا، ان سے مناظرہ کیا، مکابرہ کیا، لیکن ان کے پائے استقامت میں ذرا لغزش نہ آئی اور نہ ہی مداہنت اختیار کی، بلکہ وہ کڑوا حق بیان کرتے رہے جو ان کے اجتہاد، ذہن رسا اور سنن واقوال میں ان کی وسعت نظر نے ثابت کر دیا تھا باوجود اس کے کہ آپ ورع، کمالِ فکر، سرعت ادارک، اللہ تعالیٰ کے خوف، اللہ تعالیٰ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم میں شہرت پا چکے تھے آپ کے اور ان کے درمیان علمی جنگ جاری رہی اور شام ومصر میں کئی مرتبہ ان سے معرکہ

آرائی ہوئی، کتنی ہی بار انھوں نے ایک ہی کمان سے آپ پر تیر اندازی کی یک زبان ہو کر آپ پر طرح طرح کے الزامات دھرے اور مل کر سازشیں کیں مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے بچاتا رہا، کیوں کہ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حضور مدد کے لیے گڑگڑاتے رہتے، اُس کے حضور فریادرسی کی درخواست کرتے رہتے۔ آپ مضبوط توکل والے، قوی دل والے تھے۔ نیز ہمیشہ مخصوص اوراد و اذکار میں مشغول رہتے تھے جن میں ایک خاص کیفیت ہوتی تھی اور ان کا دل مطمئن ہوتا تھا ان کے مخالفین کو چھوڑ کر دوسری طرف باقی دوسرے علماء، صلحاء، سپاہی و فوجی، امیر، تاجر، رئیس اور علامة الناس سب ان سے بے انتہا محبت کرتے تھے کیوں کہ وہ شب و روز اپنی زبان اور اپنے قلم سے ان کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے تھے۔ [1]

شیخ ابو حیان نحوی رحمہ اللہ کا منظوم کلام

فرماتے ہیں:

میری آنکھوں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا اسی مجلس میں انھوں نے فی البدیہ یہ قصیدہ پڑھا:

لَمَّا اَتَيْنَا تَقِيَّ الدِّيْنِ لَاحَ لَنَا
دَاعٍ اِلَى اللّٰهِ فَرْدٌ مَالَهٗ وَزَرٌ

"جب ہم تقی الدین (شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ داعی الی اللہ کی شکل میں نظر آئے ان میں کوئی عیب نہیں ہے۔"

عَلٰى مُحَيَّاهُ مِنْ سِيْمَا الْاُولٰى صَحِبُوْا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ نُوْرٌ دُوْنَهٗ الْقَمَرُ

"ان کے چہرے پر ایسا نور ہے، جو چاند کو مات دیتا ہے ان کے چہرے پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جھلک نظر آتی ہے۔"

حَبْرٌ تَسَرْبَلَ مِنْهُ دَهْرُنَا حَبَرًا
بَحْرٌ تَقَاذَفَ مِنْ اَمْوَاجِهِ الدُّرَرُ

[1] ذیل طبقات الحنابلہ.

"وہ ایسے نیک عالم ہیں کہ ان کا لباس پہن کر ہمارا زمانہ خوبصورت بن گیا ہے، وہ ایسا سمندر ہے جس کی موجیں موتی پھینکتی ہیں۔"

قَامَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ نَصْرِ شِرْعَتِنَا
مَقَامَ سَيِّدِ تَيْمٍ اِذْ عَصَتْ مُضَرُ

"ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) ہماری شریعت کی نصرت و مدد کے لیے اس طرح کھڑے ہوئے جس طرح کہ بنو تیم کے سردار کھڑے ہوئے تھے جب کہ مضر نافرمان ہوئے تھے۔" (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

وَأَظْهَرَ الْحَقَّ اِذْ اٰثَارُهٗ دُرِسَتْ
وَأَخْمَدَ الشَّرَّ اِذْ طَارَتْ لَهٗ شَرَرُ

"انھوں نے حق کو اس وقت ظاہر کیا جب کہ اس کے نشانات مٹ چکے تھے جب شر پھیلنے کے لیے چنگاریاں بھڑک اٹھی تھیں تو انھوں نے شر کو بجھا دیا۔"

كُنَّا نُحَدَّثُ عَنْ حَبْرٍ يَجِيْءُ مِنْهَا
اَنْتَ الْاِمَامُ الَّذِيْ قَدْ كَانَ يُنْتَظَرُ

"ہمیں ایک بہت بڑے عالم دین کے بارے میں بتایا جاتا تھا کہ وہ تشریف لانے والے ہیں یہ ہے وہ امام جس کا انتظار کیا جارہا تھا۔" [انوار]

اہل بدعت و خرافات کے ساتھ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی جنگ

اہل بدعت کے ساتھ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی جنگ نرم نہ تھی بلکہ انتہائی سخت اور گرم تھی آپ کا موقف ٹھوس اور دوٹوک ہوتا تھا جس میں ذرہ بھر لچک نہ تھی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے دین کی خدمت و اطاعت میں کسی کی ملامت کا ڈر تھا چنانچہ آپ نے اپنے قلم کو اہل بدعت کے مقابلے اور ان سے جنگ کرنے میں مسخر کر لیا تھا اگرچہ ان کے گروہ اور فرقے کثیر تعداد میں تھے مثلاً ملاحدہ، صوفیہ اور مناطقہ وغیرہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اہل بدعت و ضلالت اور خواہش پرست کو دیکھا (مثلاً فلاسفہ، باطنیہ، ملاحدہ، وحدۃ الوجود کے

قائلین، دہریہ، قدریہ، نصیریہ، جہمیہ، حلولیۃ، معطلہ، مجسمہ، مشبہ، راوندیہ، کلابیہ اور سلیمیہ وغیرہ بدعتی فرقے) کہ انھوں نے اصول میں کافی کشمکش برپا کی ہے تو میرے لیے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ان میں سے بہت فرقوں نے عامۃ الناس کو دین اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ جس کو بھی کتاب وسنت سے اعراض کر کے ان کے مقالات میں مشغول ہوتا دیکھیں گے وہ یا تو زندیق بن چکا ہوگا یا اس کا اپنے دین اسلام اور عقیدے میں یقین اٹھ چکا ہوگا جب مجھے یہ بات نظر آئی تو میں نے جان لیا کہ جو شخص ان کے شبہات اور باطل نظریات کی قلعی کھولنے کی استطاعت رکھتا اور ان کے دلائل اور گمراہیوں کو توڑ سکتا ہو تو اس پر فرض ہے کہ ان کی رڈی اور رذیل حرکتوں سے پردہ اٹھانے میں اپنی طاقت صرف کرے اور ان کے دلائل کو کھوٹا پن ثابت کرے تاکہ ملت حنیفی اور صحیح واضح سنت محمدیہ کا دفاع کرے۔ [1]

ڈاکٹر غلام قادر لون صاحب فرماتے ہیں کہ

"امام ابن تیمیہ کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ ان کا وجود ہی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک تھا۔" مطالعہ تصوف قرآن وسنت کی روشنی میں۔" [2]

نیز فرماتے ہیں کہ

"امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی ساری عمر اسلام کے دفاع میں گزاری اور اپنی اللہ داد صلاحیتوں کا استعمال کر کے غیر اسلامی افکار پر کاری ضرب لگائی اس کے لیے انھیں مصائب وتکالیف کے ایک طویل دور سے گزرنا پڑا اور جیل میں اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔ ان کی ساری زندگی اسلام کے دشمنوں اور گمراہ فرقوں کے خلاف جہاد بالسیف اور جہاد بالقلم میں گزری لیکن اس کے لیے انھیں اسی طرح آزمائشوں اور تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑا جس طرح مصلحین اور مجددین دوچار ہوتے ہیں۔" [3]

---

[1] المناقب العلیہ۔ [2] ص:۵۲۱۔

[3] مطالعہ تصوف، ص:۵۲۲۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بحیثیت علم حدیث میں ایک متبحر امام

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو ذخیرۂ احادیث میں موضوع، ضعیف ومعلول احادیث پر کس قدر عبور تھا اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی شخص غیر معروف اور نادر الفاظ بھی ذکر کرتا اور آپ سے ان کے متعلق دریافت کرتا کہ کیا یہ الفاظ حدیث نبوی ہیں یا کہ نہیں؟ تو آپ بڑے وثوق کے ساتھ ان کے بارے فیصلہ فرما دیتے تھے اور اپنے حافظہ اور علم ومعرفت کی روشنی میں پختہ دعوی کر جاتے تھے کہ یہ حدیث نبوی نہیں یا یہ فلاں کا کلام ہے یا موضوع ومن گھڑت ہے یا ضعیف ہے یا بالاتفاق یہ ایسے ایسے ہے یا یہ بالاتفاق کذب وجھوٹ ہے اور اگر کسی غیر معروف اور غیر متداول کتاب میں بھی وہ الفاظ ہوتے تو بھی بتا دیتے تھے۔ قصہ گو اور واعظ قسم کے لوگوں کی زبانوں پر بہت سے متون والفاظ جاری ہوتے ہیں اسی طرح صوفیاء کی کتب تصوف میں بہت سے الفاظ مذکور ہوتے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے ان کے متعلق بھی سوالات کیے گئے کہ کیا یہ واقعۃً احادیث نبویہ ہیں؟ اس طرح ہزار سے بھی زیادہ احادیث والفاظ پر انھوں نے صحت وضعف یا وضع کا حکم لگایا ہے۔ یہاں ضعیف وموضوع کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن کے بارے میں آپ سے سوالات کیے گئے تو آپ نے جوابات ارشاد فرمائے ہیں۔

1: لَوْ كَانَ الْمُؤْمِنُ فِيْ ذُرْوَةِ جَبَلٍ قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ مَنْ يُّؤْذِيْهِ أَوْ شَيْطَانًا يُّؤْذِيْهِ.

"اگر مومن پہاڑ کی چوٹی پر بھی رہتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف پہنچانے کے لیے کسی کو مقرر کر دیتا ہے یا پھر شیطان کو مقرر کرتا ہے کہ اسے اذیت پہنچائے۔"

جواب:...... یہ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے۔

2: مَا وَسِعَنِيْ سَمَائِيْ وَلَا أَرْضِيْ وَلٰكِنْ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ.

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے نہ میرا آسمان سما سکا اور نہ ہی میری زمین لیکن مجھے

میرے مومن بندے کا دل سما گیا ہے۔''

جواب:...... یہ اسرائیلیات میں سے ہے اس کی نبی ﷺ تک کوئی معروف سند نہیں ہے۔

۳: اَلْقَلْبُ بَیْتُ الرَّبِّ.

''دل رب کا گھر ہے۔''

جواب:...... یہ حدیث نبوی نہیں ہے۔

۴: کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا لَا اُعْرَفُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِیْ فَعَرَفُوْنِیْ.

''اللہ نے فرمایا: میں ایک مخفی خزانہ تھا میں پہچانا نہیں جاتا تھا تو میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کر کے انھیں اپنا تعارف کرایا تو انھوں نے مجھے پہچان لیا۔''

جواب:...... یہ کلام باری تعالیٰ نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی صحیح سند ہے اور نہ ہی ضعیف۔

۵: اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا.

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں۔''

جواب:...... حدیث کی معرفت رکھنے والے محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف بلکہ موضوع ہے اگرچہ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن ہے یہ کذب۔

۶: مَنْ زَارَنِیْ وَزَارَ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ فِیْ عَامٍ وَاحِدٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

''جس نے میری اور میرے باپ ابراہیم کی ایک ہی سال زیارت کی ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

جواب:...... یہ حدیث کذب اور موضوع ہے اہل علم میں سے کسی محدث نے بھی اسے روایت نہیں کیا۔

۷: حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ.

''نیکوں کی نیکیاں مقربین کی خامیاں ہوتی ہیں۔''

جواب:...... یہ بعض کا مقولہ ہے حدیث نبوی نہیں ہے۔

۸: کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ وَکُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِیْنَ.

''میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور میں اس وقت نبی تھا جب آدم نہ پانی تھے نہ مٹی۔''

جواب:...... یہ الفاظ کذب اور باطل ہیں۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ یہ حدیث اصل میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔

''میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے اور میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ختم نبوت تجویز کر رکھا تھا۔) جب کہ آدم کے کیچڑ کا پتلا زمین پر پڑا ہوا تھا۔''

ہم انھیں مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں مزید تفصیل کے لیے مجموع الفتاویٰ دیکھیے: [۱۸/۳۷۵-۳۸۵]

اہل بدعت کی مُستدَل روایات پر نقد

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اہل بدعت، غالی صوفیہ، رافضی، شیعہ اور خوارج وغیرہ کی مستدل روایات پر کڑی تنقید کی ہے اور قطعی دلائل سے ان کا قرآن، احادیث متواترہ، قواعد اسلام اور عقل سلیم کے معارض و مخالفت ہونا ثابت کیا ہے اسی طرح بہت سی ایسی روایات کا غیر صحیح ہونا واضح کیا ہے جن سے متکلمین، معتزلہ و اشاعرہ اور ماتریدیہ وکلابیہ وغیرہ نے اپنی کتب میں حجت پکڑی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی مؤلفات مثلاً: "منهاج السنه"، "موافقة صريح المعقول لصحيح المنقول"، "نقض التأسيس"، "الردّ على البكري" اور "بغية المرتاد" وغیرہ سے یہ بات بالکل عیاں ہے۔

جو شخص ان کی کتاب منہاج السنہ کا مطالعہ کرے گا وہ اپنی آنکھوں سے ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دیکھے گا جو بیش بہا موتی و جواہرات پھینک رہا ہو اور وہ یہ اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے گا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ احادیث کی صحت، حسن وضعف اور خفیہ علل کی معرفت رکھنے میں ایک بہت

بڑے تبحر اور اونچے رتبے پر فائز تھے۔

اسی طرح انھیں احادیث کے طرق، متابعات وشواہد وغیرہ پر کامل عبور تھا۔ (الا ماشاء اللہ)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی حدیثی خدمات اور ان کی کمال مہارت کے کئی کونے اور گوشے تو ان کی مؤلفات کی تہوں میں مخفی ہیں ان کی یہ کتابیں بھی ان کی مہارت تامہ پر بہترین گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہندوستان کے عالم دین فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن عبدالجبار فریوائی حفظہ اللہ ذوالمنن والآلاء کو جنھوں نے پی ایچ ڈی کیا اور اپنی بحث کے لیے اسی موضوع کا انتخاب کیا۔ چناں چہ انھوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی حدیثی خدمات ومحنتوں پر انتہائی مفید جامع معلومات پر مشتمل چار جلدوں میں ایک ضخیم کتاب ترتیب دی جس کا نام انھوں نے "شیخ الاسلام ابن تیمیه وجهوده فی الحدیث وعلومه" منتخب کیا۔ انھوں نے اس کتاب میں حسب استطاعت شیخ الاسلام کے حدیث اور علومِ حدیث سے متعلقہ افادات وآثار کا احاطہ کیا ہے۔

اس کتاب میں شیخ الاسلام کے شیوخ، تلامذہ، اصحاب، مرویات، ومسموعات اور آثار کا تفصیلی ذکر ہے۔

حدیث اور متعلقاتِ حدیث کی شرح وتوضیح میں ان کی اکاون کتب کا ذکر کیا ہے۔

پھر اصولِ حدیث کی مصطلحات کی شرح وتوضیح میں شیخ الاسلام کی تحقیقاتِ عالیہ کا تفصیلی بیان کیا ہے یہ بحث تقریباً دوصد صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ پھر ایک سو سے بھی زیادہ دیگر مؤلفین، ان کے طبقات اور ان کی مؤلفات کے طبقات کے بارے میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے اقوال اور ان کی قیمتی آراء جمع کی ہیں جنھیں دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اتنی کتب پر اس طرح جچی تلی آراء وہی عالم دین پیش کر سکتا ہے جو بڑا بحر زخار اور ایسا بحر العلوم محقق ومدقق ہو جسے یہ تمام کتب از بر ہوں۔

پھر انھوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی مختلف کتب بالخصوص منہاج السنہ سے ان احادیث وآثار کو ابواب کی ترتیب پر جمع کیا ہے جن پر شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے صحت یا ضعف یا وضع یا

معلول ہونے کا حکم لگایا ہے یا سکوت کیا یا حکم لگانے میں تردد سا کیا ہے اور ان سب کی تعداد (۱۰۳۲) تک جا پہنچی ہے۔

ان میں سے صحیح یا حسن کی تعداد (۳۵۰) ہے جن میں سے متواتر احادیث (۵۸) ہیں اور ضعیف وموضوع منکر وشاذ کی تعداد (۶۸۱) ہے۔ تقریباً (۲۰) احادیث کے بارے تردد کیا ہے۔

اور (۲۶) احادیث ایسی ہیں جن کی تصحیح یا تضعیف کے متعلق شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے بعض دوسرے کسی نہ کسی عالم کی طرف سے اختلاف کیا گیا ہے۔

بہرحال شیخ الاسلام رحمہ اللہ السلام کو علم حدیث پر انتہائی عبور تھا کئی دفعہ ایک ہی مسئلہ کے ثبوت میں مختلف مصادرِ حدیث سے بیسیوں احادیث ذکر کر جاتے تھے اور ساتھ ساتھ حوالے بھی دے دیتے اور ان احادیث پر صحت وضعف کا حکم بھی لگاتے جاتے تھے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علو اور عرش پر مستوی ہونے کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے قرآنی آیات کے بعد مختلف مصادر سے تیرہ (۱۳) احادیث کا ذکر کیا ہے۔ [1] اُن احادیث میں حدیث اوعال کو بھی ذکر کیا ہے اور اس حدیث میں یہ ہے کہ: "عرش اس سمندر سے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ اس عرش کے اوپر ہے اور جو تم کرتے ہو اس سے وہ باخبر ہے۔" [2]

جب شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشاعرہ کے ساتھ مناظرہ واسطیہ ہوا تھا تو اشعری مناظر صفی الدین وغیرہ نے اعتراض کیا تھا کہ اُس حدیث کا مدار ایک راوی "ابن عمرة" پر ہے اور بقول امام بخاری رحمہ اللہ ابن عمرہ کا اس سے اوپر والے راوی احنف سے سماع معروف نہیں ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اسے امام الائمہ ابن خزیمہؒ نے کتاب التوحید میں روایت کیا ہے اور انھوں نے اس کتاب میں یہ شرط لگائی ہے کہ وہ اس میں وہی روایت بطورِ دلیل پیش کریں گے جس میں عادل راوی عادل راوی سے نبی ﷺ تک موصول روایت کرے اور اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے احنف سے اس کے سماع کی معرفت کی نفی

[1] دیکھیے: مجموع الفتاوی، ج:۵/ ۱۵.

[2] مسند احمد، ابو داؤد وغیرہ.

کی ہے جب کہ انھوں نے دوسرے علماء کی اس سے سماع کی معرفت کی نفی تو نہیں کی؟ حاضرین مناظرہ نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے اتفاق کیا اور ان کی مدح وتعریف بھی کی۔ ❶

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا دیگر مؤلفین اور ان کی مؤلفات پر تبصرہ

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے دور یا اس سے پہلے کی جتنی کتب موجود تھیں چاہے اہل اسلام کی ہوں یا غیر مسلموں کی پھر اہل سنت کی ہوں یا اہل بدعت کی منقولات میں ہوں یا معقولات میں بڑی ہوں یا چھوٹی وہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے زیر مطالعہ ہوتی تھیں جیسا کہ حافظ ابو حفص بزار رحمہ اللہ نے کہا ہے:

”ہر علم وفن کی کتاب آپ کے علم میں تھی۔“ ❷

شیخ الاسلام رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک آیت کی تفسیر کے لیے سو (۱۰۰) تفسیروں کا مطالعہ کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اس کے فہم کی دعا کرتا ہوں یا مُعَلِّمَ إِبْرَاهِيمَ عَلِّمْنِي اے ابراہیم کے معلم! (مراد اللہ تعالیٰ) مجھے فہم قرآن عطا فرما۔ ❸

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کتب وفتاویٰ کا مطالعہ کرنے سے بھی انسان اس نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے کہ مذکورہ بالا دعویٰ بالکل صحیح ہے۔ نیز اُن کو تو سابقہ مؤلفین کی تصنیف کردہ کتب کے بارے اتنا بھی علم تھا کہ انھوں نے ان میں مذکور مواد کہاں سے لیا ہے اگر شک ہو تو ان کی کتاب ”بغية المرتاد“ پڑھ کر دیکھ لیجیے شک دور ہو جائے گا۔

اس کتاب کا نام

” بغية المرتاد فی الردّ علی المتفلسفة والقرامطة والباطنية أهل الإلحاد من القائلين بالحلول والاتحاد “ ہے اور یہ سوا تین سو صفحات پر مشتمل ہے اس کا موضوع اس کے نام سے عیاں ہو رہا ہے یعنی بدعتی فلسفی، قرامطی، باطنی، حلولی اور اتحادی فرقوں کا ردّ ہے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے ان بدعتی فرقوں کے بعض مستدلات کے بارے سوال کیا

❶ انوار: ۱/ ۵۱۲. ❷ انوار: ۲/ ۲۷۵.
❸ انوار: ۲/ ۲۸۲.

گیا یعنی

۱: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ: وَعِزَّتِيْ! مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ فَبِكَ أُخُذُ وَبِكَ أُعْطِيْ وَبِكَ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ.

”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اسے کہا آگے آ تو وہ آگے آگئی پھر اسے کہا پیٹھ پھیر جا تو وہ پیٹھ پھیر گئی تو اللہ نے کہا: میری عزت کی قسم! میں نے تجھ سے زیادہ باعزت کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا اس لیے میں تیری وجہ سے ہی پکڑوں گا اور تیری وجہ سے ہی دوں گا اور تیری وجہ سے ہی اجر وثواب ہوگا اور تیری وجہ سے ہی سزا وعذاب ہوگا۔“

۲: كنت كنزا (مخفيا) لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ليعرفوني بي عرفوني یہ حدیث ابھی گزری ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: لا اعرف له اسنادا صحيحا ولا سقيما. میں اس کی نہ تو کوئی صحیح سند پہچانتا ہوں اور نہ ہی کمزور۔ ❶

اور پہلی حدیث کے بارے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا:

عقل کی فضیلت پر کتابیں لکھنے والوں نے اسے روایت کیا ہے ان میں داؤد بن محبر ہے (یہ حدیثیں وضع کیا کرتا تھا) (امام ذہبی فرماتے ہیں کہ کاش یہ (کتاب العقل) نہ ہی لکھتا [حاشیہ بغیہ، ص:۱۷۱]) شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ اور انھوں نے محدثین ومحققین کا اس کے موضوع ہونے پر اتفاق نقل کیا ہے۔ مثلاً ابو حاتم ابن حبان، ابو الحسن دارقطنی اور شیخ ابو الفرج ابن الجوزی وغیرہ نے کہا ہے کہ

❶ مجموع الفتاوىٰ، ج:۱۸، ص:۱۲۲] نیز دیکھیے: درء تعارض العقل والنقل بتحقیق دکتور محمد رشاد سالم [ج:۸/ ۵۰۷، ۵۰۸] نیز المقاصد الحسنة للسخاوی [ص:۳۲۷]

عقل کے متعلق مروی احادیث کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔ ❶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس سوال کے جواب میں یہ کتاب ہی لکھ دی ہے اور اس میں مذکورہ بالا فرق باطلہ کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں اس کتاب کے [ص:۵۳۱] سے پتا چلتا ہے کہ یہ مطبوع کتاب ابھی پہلا حصہ ہے دوسرا حصہ ابھی میں نے دیکھا نہیں ہے۔

امام غزالی نے ایک حدیث سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ نَیِّفًا وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهُمْ فِی الْجَنَّةِ اِلَّا الزَّنَادِقَةَ ''میری امت ستر سے اوپر فرقوں میں بٹ جائے گی وہ سب جنت میں داخل ہوں گے مگر زنادقہ داخل نہیں ہوں گے۔'' ذکر کی ہے اس پر شیخ الاسلام فرماتے ہیں اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ موضوع (من گھڑت) اور کذب ہے اس پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور معروف محدثین میں سے کسی نے بھی ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث روایت نہیں کی بلکہ سنن اور مسانید میں نبی ﷺ سے متعدد طرق سے ان الفاظ سے حدیث مروی ہے:

((سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ.)) ❷

اور فرمایا کہ ایک روایت میں جنتی گروہ کے بارے ''هِیَ الْجَمَاعَةُ'' کا لفظ وارد ہوا ہے۔ سنن ابی داود کتاب السنہ باب شرح السنہ اور ایک حدیث میں هِیَ مَنْ کَانَ عَلٰی مِثْلِ مَا اَنَا عَلَیْهِ الْیَوْمَ وَاَصْحَابِیْ کے الفاظ ہیں۔ ❸

اس کتاب بغیۃ المرتاد میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ارسطو، اخوان الصفا، ابو حامد غزالی، ابن سبعین، ابو الفتوح یحییٰ بن حبش بن امیرک سہروردی مقتول، محی الدین ابن عربی صوفی، ابن عربی کے تلمیذ محمد بن اسحاق بن علی قونوی، قونوی کے صاحب وشاگرد ابو الربیع عفیف الدین سلیمان بن علی تلمسانی کوفی وغیرہ کے نظریات کا بھی رد کیا ہے۔ نیز بتایا ہے کہ ابن عربی اور ابن سبعین نے علم کلام کا مواد امام الحرمین جوینی کی ''الارشاد الی قواطع الادلة فی

❶ ص: ۱۷۲ از بغیه. ❷ ص:۳۳۷.
❸ ص:۳۳۸، من البغیة.

اصول الاعتقاد'' اور فخر الدین رازی کی محصل سے اخذ کیا ہے۔ اور ابن سبعین کے اصول کی بنیاد جوینی کی ارشاد اور ابن رشد الحفید نیز ابن باجہ یعنی محمد بن یحییٰ بن صائغ وغیرہ فلاسفہ پر ہے اور غزالی کے علم کلام وتصوف اور فلسفہ فقہ کے اصول کی بناء کے بارے میں بتاتے ہیں کہ کلامی مواد تو انھوں نے اپنے شیخ جوینی کی الارشاد اور الشامل وغیرہ سے لیا ہے اور کچھ قاضی ابوبکر باقلانی سے اخذ کیا ہے۔ فلسفی مواد ابن سینا کی الشفاء، رسائل اخوان الصفا اور ابو حیان توحیدی کے رسائل وغیرہ سے لیا ہے۔

تصوف سے متعلقہ مواد ابوطالب مکی کی قوت القلوب سے لیا ہے اور ربع المهلکات (غزالی کی احیاء علوم الدین کتاب چار حصوں میں ہے: ربع العبادات، ربع العادات، ربع المهلكات اور ربع المنجيات) کا اکثر حصہ حارث محاسبی کی کتاب الرعایۃ سے لیا ہے۔ اور اصول فقہ کا غالب حصہ ابوبکر باقلانی اور ابو زید دبوسی سے لیا ہے۔ ❶

غزالی کے شیخ جوینی ابو المعالی نے علم کلام کا اکثر مواد قاضی ابوبکر باقلانی اور ابو ہاشم جبائی سے لیا ہے انھوں نے کئی مقامات پر معتزلہ کے طریقہ کو اختیار کیا ہے۔

رازی نے کلامی مواد ابو المعالی جوینی اور عبد الکریم شہرستانی سے لیا اور شہرستانی نے انصاری نیسابوری سے لیا اور نیسابوری نے بھی جوینی سے لیا اور رازی نے ابو الحسین بصری (معتزلی) سے بھی بڑی شدت سے اصول فقہ کا مواد لیا ہے۔ رازی نے فلسفی مواد ابن سینا اور شہرستانی وغیرہ سے لیا ہے۔ اور رازی تصوف اور فقہ میں کمزور تھے۔ ❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں (۱۱۱) احادیث وآثار کو صحیح یا حسن قرار دیا ہے اور کئی ایک احادیث کو موضوع یا ضعیف قرار دیا ہے۔ مثلاً: ابن عباس نے کہا: اے ام المومنین!

''اَرَأَیْتَ الرَّجُلَ یَقِلُّ قِیَامُهُ وَیَکْثُرُ رُقَادُهُ وَاٰخَرُ یَکْثُرُ قِیَامُهُ وَیَقِلُّ رُقَادُهُ ۔ الخ''

❶ ص:۴۴۸. ❷ ص:۴۵۱.

"مجھے یہ بتاؤ ایک شخص رات کو زیادہ سوتا ہے اور قیام تھوڑا کرتا ہے اور دوسرا شخص کم سوتا ہے اور قیام زیادہ کرتا ہے ان دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی ﷺ سے یہ سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: اَحْسَنُهُمَا عَقْلاً جس کی عقل اچھی ہے وہ زیادہ محبوب ہے۔ میں نے کہا تھا کہ میں تو ان کی عبادت کے لحاظ سے پوچھتی ہوں تو آپ نے فرمایا تھا: لوگوں سے ان کی عبادت کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا ان سے تو ان کی عقلوں کے متعلق پوچھا جائے گا جو بڑا عقل والا ہوگا وہ دنیا و آخرت میں افضل ہوگا۔ [1]

پھر اس معنی کی تین اور احادیث ذکر کی ہیں پھر فرماتے ہیں امام ابن حبان بستی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عقل کے متعلق کوئی بھی ایسی حدیث نہیں جو کہ صحیح ہو۔ کیوں کہ ابان بن ابی عیاش، سلمہ بن وردان، عمیر بن عمران، علی بن زید، حسن بن دینار، عباد بن کثیر، میسرہ بن عبد ربہ، داؤد بن محبر اور منصور بن سقیر وغیرہ سب راوی ضعیف ہیں۔ [2]

پھر ابن جوزی کی کتاب ذم الہویٰ ص: ۷، اور عقیلی کی کتاب الضعفاء [۱/ ۱۷۵] سے ان کے عدم ثبوت کا قول نقل کیا ہے۔

"اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِيْنَ حِجَابًا مِنْ نُّوْرٍ وَّظُلْمَةٍ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا اَدْرَكَهُ بَصَرُهُ."

"اللہ تعالیٰ کے لیے نور اور ظلمت کے ستر یا سات سو یا ستر ہزار پردے ہیں اگر وہ ان کو کھول دے تو اس کے چہرے کے انوار اس کو جلا دیں جس کا ادراک اس کی بصر (نگاہ) کرتی ہے۔"

فرماتے ہیں کہ ہم نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے کہ یہ حدیث مذکورہ الفاظ کے ساتھ باتفاق محدثین رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہے اور حدیث کے مصادر میں سے کسی مصدر میں بھی

[1] ص: ۲۴۳ از بغیہ۔

[2] ص: ۲۴۵۔ ۲۴۷، دیکھیے: روضة العقلاء ونزهة الفضلاء لابن حبان، ص: ۱۶.

نہیں پائی جاتی۔ [1]

پھر اس کے بعد مسلم شریف کی صحیح حدیث ذکر کی ہے۔

((لِلْقُرْآنِ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ وَحَدٌّ وَمُطَّلَعٌ)) [2]

اس بارے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ [3] اب ہر عقل و شعور رکھنے والا شخص مذکورہ بالا بیان پڑھ کر یقین کر لے گا کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ان تمام علماء (چاہے وہ علمائے خیر ہوں یا علمائے سوء ہوں) کی کتابوں کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا ہوا تھا اسی لیے تو ان کے خدوخال بیان فرما رہے ہیں۔ اور انھیں ان کا مواد بھی زبانی یاد تھا کیوں کہ یہ کتاب بغیہ امام صاحب نے مصر کے شہر اسکندریہ کی جیل میں لکھی تھی اپنے وطن دمشق اور کتب خانہ سے دور تھے دراصل ان کا سینہ ہی ان کی وسیع لائبریری تھا جو ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی تھی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور تعارفِ کتبِ تفسیر وغیرہ

شیخ الاسلام سے کئی دفعہ مختلف کتب و مؤلفات کے متعلق سوالات کیے جاتے تھے تو آپ بغیر تیاری کیے ان کے بارے وافر معلومات دے دیتے تھے، ان میں وارد احادیث کی فنی حیثیت واضح فرما دیا کرتے تھے کتب تفاسیر اور ان کی تفسیری روایات پر بھی ان کی گفتگو بڑی منصفانہ ہوتی تھی اور بڑے انصاف کے ساتھ ان کتب کے مراتب بیان فرما دیا کرتے تھے۔

انھوں نے اہل بدعت معتزلہ وغیرہ کی تفاسیر میں وارد شدہ احادیث کی بھی خوب پردہ کشائی کی ہے، ان میں اسرائیلی روایات کا بھی انکشاف کیا۔

اسی طرح صوفیاء کی تفاسیر میں جو من گھڑت، موضوع و واہی روایات تھیں ان کی بھی نقاب کشائی کی۔ اور اہل تشیع کی کتب تفسیر میں وارد ہونے والی احادیث کو بھی طشت ازبام کیا۔

اسی طرح اہل سنت کی کتب تفسیر میں بھی اگر کوئی ضعیف اسانید واقع ہوئیں تو ان کو بھی واضح کیا۔

[1] ص: ۲۰۱. [2] ص: ۲۱۱.

[3] دیکھیے: مجموع فتاویٰ [۱۳/ ۲۳۰] نیز دیکھیے: الرسائل المنیریہ [۱/ ۲۲۹۔ ۲۳۰]

مثالیں

①...... امام بغوی رحمہ اللہ کی تفسیر کے بارے بتاتے ہیں کہ یہ تفسیر، ثعلبی کی تفسیر کا اختصار ہے امام بغوی رحمہ اللہ نے اس کی موضوع روایات اور بدعات کو حذف کر دیا ہے۔ [1]

②...... ابوالشیخ اصبہانی رحمہ اللہ کی تصانیف کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ان میں بہت سی قوی اور صحیح وحسن احادیث بھی ہیں اور بہت سی ضعیف، موضوع اور واہی بھی ہیں۔ [2]

③...... ابن شاہین رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ رطب ویابس روایات ذکر کر جاتے ہیں۔ [3]

④...... ابوبکر خطیب بغدادی، ابوالفضل بن ناصر، ابوموسیٰ مدینی، ابن عساکر اور حافظ عبدالغنی رحمہم اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

"ان کو حدیث کی معرفت تھی لیکن ان کی بیان کردہ تمام روایتیں قابل حجت نہیں یہ کبھی کبھی ضعف ونکارت بیان کر دیتے ہیں اور کبھی بیان نہیں بھی کرتے۔" [4]

⑤...... ابوالقاسم ابن مندہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: وہ بہت سی ضعیف احادیث بیان کر جاتے ہیں اور صحیح وضعیف کے درمیان امتیاز نہیں کرتے۔ [5]

⑥...... مسند فردوس دیلمی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: اس میں موضوع احادیث بے شمار ہیں۔ [6]

⑦...... ثعلبی، واحدی، مہدوی، زمخشری معتزلی، عبدالجبار بن احمد معتزلی، علی بن عیسیٰ زمانی معتزلی، ابوعبداللہ بن خطیب رازی، ابونصر بن قشیری، ابولیث سمرقندی اور کواشی موصلی وغیرہ محدثین کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کو صحیح کو غلط سے ممتاز کرنے کی صلاحیت نہیں تھی یہ لوگ اپنی

[1] مجموع الفتاوی: ۱۳/ ۳۸۶.
[2] مجموع الفتاوی: ۱/ ۲۶۰.
[3] مجموع الفتاوی: ۴/۳۲۵.
[4] مجموع الفتاوی: ۱/ ۲۶۰.
[5] مجموعه تفسير شيخ الاسلام ابن تيميه رحمه الله، ص:۳۵۳، ۳۵۴.
[6] منهاج السنه: ۳/ ۱۷، ۴/ ۳۸.

کتب میں صحیح اور ضعیف ہر طرح کی روایات جمع کر دیتے تھے۔ [1]

⑧...... ابوعبدالرحمن سلمی صوفی کے بارے میں فرماتے ہیں: ان کی مؤلفات صحیح وضعیف اور موضوع احادیث پر مشتمل ہیں۔ [2]

⑨...... ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ کی حلیۃ الاولیاء اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی صفۃ الصفوۃ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: ان میں باطل حکایات اور احادیث موجود ہیں اور حلیہ میں بہت سی ضعیف بلکہ موضوع احادیث ہیں۔ [3]

نیز ان احادیث کے ضعیف وموضوع ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔ [4]

⑩...... ابوطالب مکی کی قوت القلوب، اور احیاء علوم الدین کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ان میں بہت سی ضعیف اور موضوع احادیث ہیں۔ [5]

⑪...... اسی طرح متکلمین ابن فورک، ابوالمعالی جوینی اور رازی وغیرہ کی کتب کا حال بھی واضح کیا ہے۔ پھر صوفیاء کی تفسیری روایات کا حال، کتب تصوف کا حال بھی کھول کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ [6]

وہ تو خود فرماتے ہیں جب کوئی تفسیری اشکالات پیش آ جاتے تھے تو میں سو تفسیروں کا مطالعہ کرتا تھا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ اشکال کو حل فرما دیتے۔

مفسر قرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ تفسیری روایات جن کی اسانید شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے غیر معتبر قرار دی ہیں:

①...... جويبر بن سعيد عن الضحاك عن ابن عباس، جویبر سخت ضعیف

[1] الرد علی البکری، ص:۱۵.
[2] مجموع الفتاوی: ۱۰/ ۶۸۲.
[3] مجموع الفتاوی: ۱۸/ ۷۱_۷۳.
[4] منهاج السنه: ۴/ ۱۰_۱۵.
[5] مجموع الفتاوی: ۱۰/ ۵۵۱_۵۵۶.
[6] دیکھیے: مجموع الفتاوی: ۱/ ۲۶۲، ۱۰/ ۶۸۲، ۵۵۱، ۶/ ۵۵].

ہے اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ [1]

②...... عبيد الله بن سليمان عن الضحاك عن ابن عباس...... الخ،
عبیداللہ کا حال جویبر سے بھی ابتر ہے۔ [2]

③...... محمد بن عد عوفی عن ابائه عن عطية العومی عن ابن عباس...... الخ، عطیہ بن سعد عوفی ضعیف ہے۔ [3]

④...... محمد بن سائب كلبی عن ابی صالح ما ذام عن ابن عباس
فرماتے ہیں کہ: کلبی کذاب ہے، باذام ضعیف ہے اور اس نے ابن عباس سے سنا بھی نہیں۔ [4]

اسی طرح مقاتل بن سلیمان، محمد بن مروان سدی صغیر اور ابومحمد موسیٰ بن عبدالرحمن ثقفی کی تفاسیر کو بھی غیر معتبر قرار دیا ہے۔ [5]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علل الحدیث کے بھی ایک ماہر امام تھے۔

علوم حدیث میں

علل الحدیث کا فن دقیق ترین اور مشکل ترین فنون میں سے ہے اس میں حدیث کی خفیہ خفیہ علتوں کو معلوم کیا جاتا ہے اسی سے احادیث کی نکارت، شذوذ، ادراج، قلب، تصحیف، موقوف کے رفع یا مرفوع کے وقف، موصول کے ارسال یا مرسل کے وصل وغیرہ کا پتا چلتا ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس نازک فن میں بھی انصاف واعتدال کے ساتھ فیصلہ دیتے تھے انھیں حدیث کی علل غامضہ پر کمال عبور تھا۔ مراتب جرح وتعدیل کی معرفت میں اجتہادی قوت رکھتے تھے اور اس فن کے متقدمین علمائے حدیث کو وہ قابل اعتماد خیال کرتے تھے۔

چناں چہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

---

1. الرد على البكرى: ١٦،١٥.
2. الرد على البكرى، ص:١٦.
3. الرد على البكرى، ص:١٦.
4. الرد على البكرى، ص:١٦
5. الرد على البكرى اور مجموع الفتاوى: ١/ ٢٥٩، ٢٥٨.

ہر فن کے رجال ہوتے ہیں۔ علمائے حدیث سب سے زیادہ سچ بولنے کی کوشش کرتے ہیں جس حدیث کی صحت پر علمائے حدیث کا اتفاق ہے وہ حق ہے اور جس کے ضعیف ہونے پر ان کا اتفاق ہے وہ ساقط ہے اور جس میں انھوں نے اختلاف کیا ہے اس میں عدل وانصاف کی نظر سے غور وخوض کیا جائے گا علمائے حدیث ہی اس بارے میں قابل اعتماد ہوں گے۔ مثلاً:

مالک، شعبہ، اوزاعی، لیث بن سعد، سفیانین، حمادین، ابن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمن بن مہدی، وکیع، ابن علیہ، شافعی، عبدالرزاق، فریابی، ابونعیم، قعنبی، حمیدی، ابوعبید، ابن المدینی، احمد، اسحاق، ابن معین، ابوبکر ابن ابی شیبہ، ذہلی، بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، ابوداود، مسلم، موسیٰ بن ہارون، صالح جزرہ، نسائی، ابن خزیمہ، ابن عدی، ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ رحمہم اللہ جو کہ حدیث، رجال حدیث اور جرح وتعدیل کا علم رکھنے والے ہیں۔ [1]

شیخ الاسلام کے حق میں کبار علماء کی شہادتیں

① امام ذہبی رحمہ اللہ جو اس فن کے ماہر امام تھے اور بقول حافظ ابن حجر رحمہ اللہ انھیں اسماء رجال میں استقراء تام تھا فرماتے ہیں:

"شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو رجال اور ان کی جرح وتعدیل، طبقات فنونِ حدیث کی معرفت، عالی ونازل اسناد اور صحیح وسقیم میں معرفت تامہ حاصل تھی اس پر مزید یہ کہ آپ کو احادیث کے متون ازبر تھے۔" [2]

② شارح عمدۃ الاحکام قاضی ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ملاقات کی تو میں نے ان کو ایسا آدمی پایا کہ تمام علوم ان کی آنکھوں کے سامنے ہیں جسے چاہتے ہیں لے لیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا اللہ تعالیٰ آپ جیسی عظیم شخصیت پیدا فرمائے گا۔ [3]

③ علامہ زملکانی فرماتے ہیں:

---

1. منهاج السنه: ٤/ ١٠۔ الردّ على البكرى، ص:١٨.
2. انوار: ٢/ ٢٦٩.
3. انوار: ٢/ ٢٦٢.

"اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے علوم کو اس طرح مطیع کر دیا تھا جس طرح داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا تھا۔ جب ان سے علم کے کسی فن کے متعلق سوال کیا جاتا تو ان کے جواب کو دیکھنے والا سمجھتا کہ اس فن میں ملکہ انھیں کو حاصل ہے دوسرے کچھ نہیں جانتے۔"❶

④ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وہ صحیح وسقیم کی تمیز کرنے والے، اس کے رجال کی معرفت رکھنے والے اور اسے خوب سمجھنے والے تھے۔"❷

⑤ شیخ احمد شہاب الدین بن فضل اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وہ حدیث کے حافظ تھے صحیح وسقیم کی خوب تمیز کرنے والے، رجال کے عارف اور اس فن میں کامل تھے۔"❸

⑥ حافظ ابوحفص بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"جن علماء نے آپ کو دیکھا ہے وہ سب اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہر علم وفن کی کتاب آپ کے علم میں ہوتی تھی۔"

منقول کی صحت وضعف کی معرفت میں پہاڑوں کی ایسی چوٹیوں کا سا مقام رکھتے تھے جنھیں سر نہیں کیا جا سکتا۔ ❺

⑦ شہاب الدین احمد العمری شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب بھی کسی فن کے فاضل نے آپ سے گفتگو کی، وہ یہی سمجھا کہ یہ آپ ہی کا فن ہے۔ حدیث کے حافظ تھے، صحیح وسقیم میں خوب تمیز کرنے والے، رجال کے عارف، اصول وفروع اور حدیث کے علوم سے پر ہیں۔ کتاب وسنت کے ذریعہ

---

❶ انوار: ٢٦٤.
❷ ٢/ ٢٧٢.
❸ ص: ٢٤٤.
❹ ٢، ص: ٢٧٥.
❺ انوار: ٢/ ٢٨٦.

آپ نے بدعات کا رد فرمایا۔"❶

شیخ الاسلام رحمہ اللہ حدیث تربہ کو معلول قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

١: ایک تو یہ قرآنی نص کے معارض ہے۔ کیوں کہ اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان میں ہے کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

٢: پہلا دن اتوار کا تھا اور آخری جمعہ کا لیکن اس حدیث میں پہلا دن ہفتہ کا بنتا ہے۔

٣: ماہرین اہل حدیث نے اس کی علت یہ ذکر کی ہے کہ اس میں راوی کی غلطی ہے اور یہی علم علل الحدیث کے نام سے موسوم ہے کہ سند بہ ظاہر دیکھنے میں جید ہی لگتی ہے لیکن دوسرے طریق سے پتا چلتا ہے کہ اس میں کسی راوی سے غلطی ہوگئی ہے۔ مثلاً:

اس نے موقوف کو مرفوع بنا دیا ہو یا مرسل کو مسند بنا دیا ہو یا کسی حدیث میں دوسری حدیث داخل ہوگئی ہو، فرماتے ہیں: یہ علل الحدیث کا فن بہت اچھا ہے یحییٰ بن سعید، علی بن مدینی پھر امام بخاری رحمہم اللہ اس فن کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اسی طرح امام احمد، ابوحاتم رازی، امام نسائی اور دارقطنی وغیرہ۔ پھر فرماتے ہیں: بخاری میں اس طرح کی تین احادیث ہیں ان میں سے ایک ذکر فرماتے ہیں ساتھ ابوالولید باجی کا اس کو معلول کہنے کا ذکر کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ یہ معلول نہیں ہے امام بخاری کی تحقیق درست ہے۔ فرماتے ہیں کہ امام بخاری اس فن میں امام مسلم سے بڑے تھے۔ ❷

ان کے کہنے کا مقصد تھا کہ یہ حدیث تربہ اصل میں موقوف تھی کسی نے اسے مرفوع بیان کر دیا ہے۔

ویسے شیخ البانی رحمہ اللہ اسے غیر معلول ہی مانتے ہیں ❸ اسی طرح شیخ عبدالقادر بن حبیب اللہ سندھی انھوں نے اس حدیث کے دفاع میں ایک رسالہ بنام ازالة الشبة عن حديث

---

❶ انوار، ج:٢، ص:٢٧٤.
❷ مجموع الفتاویٰ، ج:١، ص:١٨، ١٩.
❸ دیکھیے: مقدمہ مختصر العلو، ص:١١١، ١١٢.

التوبۃ لکھا ہے۔ ❶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فن جرح وتعدیل کے بھی امام تھے

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو علومِ حدیث کی اہم نوع جرح وتعدیل میں بھی کمال حاصل تھا۔ امام الجرح والتعدیل علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ائمہ جرح وتعدیل کے طبقات کے متعلق دو کتابیں تصنیف کی ہیں:

① المعین فی طبقات المحدثین

② الأمصار ذوات الآثار

ان دونوں کتابوں میں شیخ الاسلام کو ائمہ جرح وتعدیل میں ذکر کیا ہے۔ نیز ائمہ جرح وتعدیل میں ان کا قول معتبر سمجھا ہے۔ ان کتابوں میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو بائیسویں طبقہ میں ذکر کیا ہے اور اس طبقے میں ان گیارہ کبار نقاد کا تذکرہ کیا ہے جو اس فن میں بڑے ماہر امام تھے۔

اور امام سخاوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں امام ذہبی رحمہ اللہ سے نقل کر کے ذکر کیا ہے۔ ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ مزی رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کی وجہ سے دمشق میں علم کی بہتات ہوگئی ہے۔ اور ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "طبقات النقاد من ائمة القرن الثامن" میں حافظ مزی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ دونوں کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس میں ان ائمہ کرام کا تذکرہ ہے جن کا قول جرح وتعدیل میں معتبر سمجھا جاتا ہے اس میں بھی شیخ الاسلام کا ذکر ہے اس کا نام "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل" ہے۔

❶ دیکھیے: مجلة الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة ١٤٠١ھ عدد ٤٩، شمارہ: ١٣، ص:٢٩.

❷ ص:٦٦٢.

جرح وتعدیل میں شیخ الاسلامؒ کا منہج واسلوب

جرح وتعدیل کے ائمہ کے تین طبقات ہیں:

① متشددین

② متساہلین

③ معتدلین

امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداود رحمہم اللہ معتدل تھے۔

اور یہ بات علمائے حدیث پر مخفی نہیں کہ راوی پر جرح وتعدیل کا حکم لگانے یا کسی حدیث پر صحت وضعف کا فیصلہ کرنے میں راویوں کے احوال اور ان کی مرویات کی مکمل تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے اور یہی وہ فن ہے جس کا نام محدثین کے ہاں درایت حدیث، مصطلح الحدیث اور اصولِ حدیث ہے۔ محدثین کے ہاں کلماتِ جرح بہت ہیں، مثلاً:

فلان عنده منكر، عنده مناكير، فلان اذا روى عن اهل بلده فحديثه صحيح واذا روى عن غير بلده ففيه ضعف، فلان ضعيف فى فلان، فلان سماعه بعد الاختلاط فلان منكر الحديث، فلان كذّاب، فلان ضعيف، فلان فيه لين اور فلان متروك الحديث وغيره.

اور اس فن میں بعض محدثین بعض دیگر محدثین پر فوقیت رکھتے تھے اور جن کو اس فن میں کمال حاصل تھا وہ نسبتاً تھوڑے تھے، مثلاً:

امام بخاری، احمد، یحییٰ بن سعید قطان، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، عبدالرحمن بن مہدی، عبداللہ بن مبارک، ابوالحسن دارقطنی، امام ترمذی، ابوحاتم رازی اور ابوزرعہ رازی وغیرہ رحمہم اللہ جمیعاً۔

اور متاخرین علماء میں اس فن کے ماہر تو بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ انھیں میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، حافظ مزی، حافظ ابن القیم، حافظ ابن کثیر، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ

بھی ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تو بحر العلوم تھے ہر عقلی و نقلی فن کے ماہر امام اور محقق مدقق نقاد تھے اور جرح وتعدیل وعلل حدیث کے میدان کے شہسوار تھے۔ وہ اپنی مثال آپ ہی تھے بلکہ وہ دیگر فنون کی طرح اس فن میں بھی درجۂ اجتہاد پر فائز تھے اور جرح وتعدیل میں وہ معتدل ہی تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس فن میں کمال عطا فرمایا تھا وہ بھی اس فن میں بحر تھے۔ مولانا عبدالحیٰ لکھنوی نے جو الرفع والتکمیل (ص:۱۳۵) وغیرہ دیگر کتب اور ظفر احمد تھانوی نے اعلاء السنن کے مقدمہ قواعد فی علوم الحدیث (ص:۴۴۱) میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو متشددین میں شمار کیا ہے وہ درست نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ اور علامہ بشیر سہسوانی اہل حدیث عالم کے درمیان شد رحل الی قبر النبی ﷺ والے مسئلہ میں اختلاف وتحریری مناظرات ہوئے تھے۔ چوں کہ سہسوانی صاحب اپنی تائید میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن عبدالہادی کی تحریرات بھی پیش کرتے تھے ان میں احادیث پر حکم بھی نقل کرتے جن کی وجہ سے لکھنوی رحمہ اللہ نے انھیں متشدد کہہ دیا ہے حالاں کہ اس بارے حق شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی جانب ہی ہے۔ اُن احادیث کو محدث شام شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی غیر ثابت ہی قرار دیا ہے جن سے مجوزین جواز نکالتے ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ ہر عالم چاہے وہ متشدد ہو یا متساہل یا متوسط یہ اغلبیت کے اعتبار سے ہوتا ہے کیوں کہ متشدد سے کبھی کبھار تساہل یا متساہل سے کبھی کبھا تشدد بھی ہوجاتا ہے۔ وکذا المتوسط

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ بحیثیت ایک شارح حدیث

ویسے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی مختلف انواع میں لکھی گئی کئی مؤلفات میں موقع ومحل کے مطابق سینکڑوں احادیث کی شرح کی اور ان کا صحیح مصداق بتایا ہے ان کے ظاہری تعارض کو حل فرمایا ہے اور احادیث کے متعلق نفیس مباحث پیش فرمائی ہیں لیکن پھر بھی امام صاحب نے بعض احادیث کی شرح میں مستقل رسالے لکھے ہیں ہم یہاں ان کے صرف دس رسالے بطور مثال پیش کرتے ہیں:

1. شرح حدیث ابی ذر: یا عبادی إنی حرمت الظلم علی نفسی، الخ [1]
2. شرح حدیث بدأ الاسلام غریباً. [2]
3. شرح حدیث عمران بن حصین: کان اللہ ولم یکن شیء قبله. [3]
4. شرح خطبة الحاجة: إن الحمد للہ ونحمده، الخ. [4]
5. شرح حدیث معاذ: لا تدعنّ دبر کل صلوٰة. [5]
6. شرح حدیث بریرة: اشترطی لهم الولاء.
7. شرح حدیث: انما الاعمال بالنیات. [6]
8. شرح حدیث النزول۔ یہ کتاب علیحدہ بھی مطبوع ہے۔
9. شرح حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف. [7]
10. شرح حدیث الولیّ۔ یہ شرح حافظ ابن القیمؒ کی کتاب اجتماع الجیوش الاسلامیة کے آخر میں مطبوع ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی تفسیر وشرح حدیث اور دیگر کتب کی نمایاں خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے قاری کو روحانیت پر پُرزور طریقے کے ساتھ برانگیختہ کرتی ہیں اور اس کا اس کے رب کے ساتھ تعلق قائم رکھنے پر انتہائی رغبت دلاتی ہیں اور وہ اپنی ان کتابوں میں دین اسلام کے صحیح مقاصد اور اسرار ورموز کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ ان کو پڑھنے والا ایسے خیال کر رہا ہوتا ہے جیسے اسے بحر زخار کے نفیس موتی اور جواہرات وصول ہو رہے ہوں اور کتاب وسنت کی اتباع کی تلقین بار بار اس کے کانوں میں گونج رہی ہو۔

اگر کوئی محقق، شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی احادیث کی شرح، تصحیح وتضعیف اور جمع وتطبیق وغیرہ کے

---

[1] مجموع الفتاویٰ: ۱۸/ ۱۳۶_ ۳۱۰. [2] مجموع الفتاویٰ: ۲۹۱_ ۳۰۶.
[3] مجموع الفتاویٰ: ۱۸/ ۲۱۰_ ۲۴۴. [4] ۲۸۵_ ۲۹۱.
[5] الفتاویٰ الکبریٰ: ۲/ ۳۹۱. [6] افادات ابن تیمیہ.
[7] مجموع الفتاویٰ: ۱۳/ ۳۸۹_ ۴۵۰.

متعلق تحقیقات دیکھنا چاہتا ہو تو وہ مجموع الفتاویٰ (جلد ۱۳/ ۳۸۰-۴۶۸) کا مطالعہ کرے تاکہ وہ حدیث کے متعلق بیش بہا معلومات حاصل کرے۔ اسی طرح مجموع الفتاویٰ کی جلد ۱۸ الحدیث کے نام کے ساتھ موسوم ہے جو کہ حدیثی معلومات کا ایک نفیس ذخیرہ ہے۔

ضمنی طور پر انھوں نے احادیث نبویہ کی جو شرح کی اور ان کے اسرار و رموز بتائے ہیں اگر انھیں کتابی شکل میں جمع کیا جائے تو متعدد جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں ممکن ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی توفیق سے یہ کام سرانجام دے رہا ہو۔

مختلف الحدیث میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اسلوب

جب دو حدیثوں میں ظاہری تعارض ہو جائے تو اس کا نام "مختلف الحدیث" یا "اختلاف الحدیث" ہے۔ چناں چہ امام شافعی نے سب سے پہلے اس فن میں اختلاف الحدیث نامی ایک کتاب لکھی ہے جو عام مطبوع ہے پھر امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ نے تاویل مختلف الحدیث، امام طحاوی رحمہ اللہ نے مشکل الآثار اور علامہ قصیبی نے مشکلات الاحادیث نامی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

معتزلہ چوں کہ اللہ کی توفیق سے محروم تھے انھوں نے اسی اختلاف الحدیث کو مدنظر رکھ کر حدیث رسول کا انکار کر دیا۔ حالاں کہ عقلیات میں وہ اپنے آپ کو بہت اونچا سمجھتے تھے لیکن افسوس کہ اختلافِ حدیث کو حل کرنے میں انھوں نے اپنی عقلوں سے بھی کام نہ لیا لیکن محدثین کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے اس ظاہری غیر حقیقی اختلاف کو حل کرنے کی توفیق بخشی انھوں نے اس کے ضابطے بھی بنائے۔ ❶ قولی حدیث کا قولی حدیث کے ساتھ، فعلی کا فعلی کے ساتھ یا فعلی کا قولی کے ساتھ اختلاف۔ اس کو حل کرنے کے لیے اصولِ فقہ میں بھی ماہر ہونا ضروری ہے۔

ثابت شدہ دو حدیثوں میں جب ظاہری تعارض نظر آتا ہو تو ان دونوں میں اگر جمع کرنا اور تطبیق دینا ممکن ہو تو تطبیق ہی دی جائے گی یعنی ان کی کوئی ایسی توجیہ کی جائے گی جس سے وہ ظاہری تعارض رفع ہو جائے اور دونوں پر عمل ہو جائے۔ اور اگر جمع کرنا ممکن نہ ہو تو پھر دو حال

❶ دیکھیے: حجة اللہ البالغہ، ص:۱۳۸۔

سے خالی نہیں یا تو ان میں سے ایک کا دوسرے سے متقدم یا متاخر ہونا معلوم ہوگا یا نہیں۔ اگر معلوم ہوگا تو پھر متقدم کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ کہا جائے گا اور ناسخ قابل عمل ہوگا۔ اور اگر متقدم و متاخر معلوم نہ ہوں تو راجح مرجوح معلوم کیا جائے گا اور وجوہِ ترجیح بہت زیادہ ہیں۔

علامہ حازمی رحمہ اللہ نے الاعتبار کتاب میں ۵۰ اور حافظ عراقی رحمہ اللہ نے التقیید والایضاح (ص ۲۴۵-۲۵۰) میں ۱۱۰ ذکر کی ہیں۔

اگر دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا بھی ممکن نہ ہو تو پھر دونوں پر عمل کرنے سے توقف کیا جائے گا۔ لیکن دونوں کا یا دونوں میں سے کسی ایک کا انکار نہیں کیا جائے گا۔

احناف کے ہاں ترجیح، جمع و تطبیق پر مقدم ہے۔ ❶ اور انھوں نے توقف کی جگہ پر تساقط کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ❷ لیکن اسے پسند نہیں کیا گیا۔ ❸

امام الائمہ ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ کوئی ایسی دو صحیح حدیثیں موجود ہی نہیں جن میں ہر لحاظ سے تعارض ہو اگر کسی کے پاس ہوں تو وہ میرے پاس آئے تاکہ میں ان کے درمیان تطبیق دوں اور جمع کروں۔ ❹

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ چوں کہ دوسرے علوم و فنون کی طرح اصولِ فقہ اور اصولِ حدیث میں بھی ایک متبحر امام تھے انھوں نے اصولِ فقہ پر بھی نفیس ترین مباحث سپرد قلم کی ہیں اس سلسلے میں ان کی ایک انتہائی مفید کتاب "القواعد النورانیہ" عام دست یاب ہے۔

اور دوسری آل ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی "المسودة فی اصول الفقه" پر ان کی قیمتی تعلیقات بھی ہیں۔ نیز مجموع الفتاویٰ جلد ۲۰ مکمل پانچ سو پچاسی صفحات پر مشتمل اصولِ فقہ ہی ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی مختلف کتب میں اختلافِ حدیث کا حل موجود ہے وہ جہاں ایک ماہر امام، ذہین و فطین تھے اور احادیث کے مختلف الفاظ اور ان کی مختلف اسانید کو مدنظر رکھتے

❶ مقدمہ فیض الباری، ص:۵۲۔ ❷ کتب اصولِ فقہ۔
❸ دیکھیے شرح نخبة الفکر لابن حجر، ص:۵۹-۶۰۔
❹ الباعث الحثیث، ص:۱۷۰۔

ہوئے ہر عقلی اور نقلی لحاظ سے دین اسلام کی حکمتوں اور اسرار ورموز کا خیال رکھتے ہوئے ایک شان دار طریقے سے ظاہری غیر حقیقی تعارض کو حل کر دیا کرتے تھے یا وجوہِ ترجیح کو مدنظر رکھتے ہوئے انصاف کی نظر سے اپنی اللہ داد صلاحیت وبصیرت اور وسیع مطالعہ کی بنا پر راجح کو راجح اور مرجوح کو مرجوح قرار دیتے تھے۔ چناں چہ وہ المسودہ کی تعلیقات میں فرماتے ہیں کہ:

یہ ہو نہیں سکتا کہ شرع میں دو ایسی حدیثیں پائی جائیں جن میں ہر لحاظ سے تعارض (یعنی آپس میں ٹکراتی) ہوں اور ان دونوں میں سے کسی میں بھی وجوہِ ترجیح میں سے کوئی وجہ ترجیح نہ پائی جاتی ہو جس کی وجہ سے اسے مقدم کیا جائے۔ پھر انھوں نے بعض وجوہِ ترجیح کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً:

① جس راوی کی حدیث کے الفاظ میں اضطراب نہ ہو اس کو مضطرب الحدیث راوی کی حدیث پر ترجیح ہوگی۔ [1]

② مرسل پر مرفوع کو اور متصل کو موقوف پر ترجیح ہوگی۔ [2]

③ مثبت راوی کی حدیث کو نافی راوی کی حدیث پر ترجیح ہوگی۔ [3]
یہ اصول صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ [4]

④ مسند کو مرسل پر ترجیح ہوگی۔ [5]

⑤ جس میں غلطی واقع نہ ہو اس کو غلطی واقع ہوئی پر ترجیح ہوگی۔ مثلاً: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محرم ہونے کی حالت میں شادی کی۔ [بخاری] جب کہ دیگر کتب حدیث مثلاً ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے میرے ساتھ حلال ہونے کی حالت میں شادی کی تھی۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح بخاری والی روایت کو مرجوح قرار دیتے

[1] المسودہ، ص:۲۷۷۔
[2] المسودہ، ص:۲۷۸۔
[3] المسودہ، ص:۲۷۹۔
[4] دیکھیے، جلد:۱، ص:۲۰۱، سطر:۹
[5] مجموع الفتاویٰ: ۱۳/ ۱۱۶۔

ہیں۔ فرماتے ہیں: کہ اس میں ثقہ صدوق راوی سے غلطی واقع ہوئی ہے اس لیے وہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں۔ [1]

نیز میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے راجح ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ میمونہ صاحب قصہ ہیں اور صاحب قصہ کی روایت کو غیر صاحب قصہ کی روایت پر ترجیح ہوتی ہے۔ [2]

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ اس (فن) میں افراط (غلو) وتفریط (تقصیر) کا شکار ہیں۔

ایک تو متکلمین کا گروہ ہے جو اس طرح کی علتوں کو دیکھ کر صحیح حدیث میں بھی کیڑے نکالنے شروع کر دیتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جو ہر معلول اور غلط کو بھی صحیح قرار دیتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ وہ ثقہ راوی نے بیان کی ہے۔

اور محدثین کی جماعت افراط وتفریط سے ہٹ کر انصاف سے حکم لگاتے ہیں اور ثقہ راوی کی غلطی کو غلطی ہی کہتے ہیں اور نہ ہی اس کی غلطی کی وجہ سے صحیح کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

اختلاف الحدیث کی تفصیلی مثال دیکھنے کے لیے زاد المعاد (۲/ ۱۲۲۔ ۱۱۸) کی طرف رجوع کیجیے اور ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی تاویل مختلف الحدیث تو اس فن میں ایک قیمتی گوہر نایاب ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا مختلف دلائل کے درمیان جمع وتطبیق کا نرالا اسلوب

کئی ایسے مسائل تھے جن کے دلائل کے مختلف ہونے کی وجہ سے ان میں علماء کے دو گروہ بن گئے تھے۔ شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے ان کے متعلق سوالات کیے گئے تو انھوں نے ان کے درمیان ایسی عمدہ تطبیق دی کہ اختلاف کا نام ونشان باقی نہ رہا اور وہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

①...... شکر گزار دولت مند افضل ہے یا صبر کرنے والا فقیر؟

جواب:...... ان میں سے جو زیادہ متقی ہو وہ افضل ہے اگر صفت تقویٰ میں برابر ہوں تو درجہ میں بھی برابر ہوں گے۔

[1] مجموع الفتاویٰ، ج:۱۸، ص:۷۳۔
[2] دیکھیے: تسہیل الوصول الی فہم علم الاصول، ص:۷۵۔

② ......حج کے پہلے دس دن افضل ہیں یا رمضان کے آخری دس دن؟

جواب:...... حج کے پہلے دس دن رمضان کے دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کی آخری دس راتیں حج کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

③ ......لیلۃ القدر افضل ہے یا لیلۃ الاسراء؟

جواب:...... نبی ﷺ کے حق میں لیلۃ الاسراء افضل تھی لیکن امت کے حق میں لیلۃ القدر افضل ہے۔

④ ...... جمعہ کا دن افضل ہے یا ذوالحجہ کا دسواں (قربانی کا) دن؟

جواب:...... پورے ہفتے کے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اور پورے سال کے دنوں میں قربانی کا دن افضل ہے۔

⑤ ......ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہے یا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا؟

جواب:...... سبقت الی قبول الاسلام اور شروع اسلام کے وقت مال کے ذریعے خدمت اسلام کرنے کے لحاظ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ لیکن آخر اسلام کے وقت دین پر پختہ رہنے پھر اسلامی تعلیم کو امت تک پہنچانے اور اس کی نشر واشاعت کرنے کے لحاظ سے عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

⑥ ......نیک انسان افضل ہیں یا فرشتے؟

جواب......اخروی کمالات کے لحاظ سے تو لوگ افضل ہیں۔ کیوں کہ وہ جنت میں ہوں گے لیکن اب فرشتے افضل ہیں کیوں کہ وہ اب گناہوں کی آلودگیوں سے پاک صاف ہیں اور اپنے رب کی عبادت میں مستغرق ہیں۔ ان کی موجودہ حالت انسانوں کی موجودہ حالت سے افضل ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وبهذا التفصيل يتبيّن سرّ التفضيل وتتفق ادلة الفريقين ـ

یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو مختلف اعتبارات سے یہ فرق بتائے ہیں اس سے تفضیل ایک

دوسرے پر فضیلت دینے کا راز بھی کھلتا ہے اور فریقین کے اختلاف کا خاتمہ ہو کر ان میں اتفاق بھی ہوتا ہے، ان کے دلائل میں جمع وتطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کئی وجوہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے مشابہ ہیں

① ذہانت وفطانت میں۔ کمال علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ نے کہا ہے: شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی درایت سب سے بلند تھی۔ [2]

② صغر سنی ہی سے بے مثال حافظہ تھا۔

③ امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق ان کے شیخ ابو حفص عمرو بن علی فلاس نے کہا ہے:

"كل حديث لا يعرفه محمد بن اسماعيل فليس بحديث"

"ہر وہ حدیث جسے محمد بن اسماعیل بخاری نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں۔"

ادھر یہی قول شیخ ابو حفص عمر بن علی بزار رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے حق میں فرمایا ہے:

كل حديث لا يعرفه ابن تيميه ليس بحديث.

"ہر وہ حدیث جسے ابن تیمیہ نہ پہچانیں وہ حدیث نہیں۔"

مطلب یہ کہ ان دونوں کو جملہ احادیث پر عبور تھا۔

④ امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی ابتلاء کا دور آیا شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر بھی کئی دفعہ ابتلاء کے ادوار آئے۔

⑤ امام بخاری رحمہ اللہ بھی کثیر المطالعہ تھے کتب حدیث پر تکرار نظر کرتے تھے اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ بھی کثیر المطالعہ تھے۔ بلکہ بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ نہیں چھوڑتے تھے۔ ایک دفعہ طبیب نے ترکِ مطالعہ کا مشورہ بھی دیا تو انھوں نے کہا یہ مجھے گوارا نہیں۔

⑥ امام بخاری رحمہ اللہ بھی ایک نظر سے عام احادیث یاد کر لیتے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ بھی ایک نظر سے عام احادیث حفظ کر لیتے تھے۔

---

[1] بدائع الفوائد، ج:۲، ص:۱۶۲۔ ۱۶۳.

[2] انوار، ج:۲، ص:۲۶۲.

② ......حج کے پہلے دس دن افضل ہیں یا رمضان کے آخری دس دن؟

جواب:...... حج کے پہلے دس دن رمضان کے دنوں سے افضل ہیں اور رمضان کی آخری دس راتیں حج کی دس راتوں سے افضل ہیں۔

③ ......لیلۃ القدر افضل ہے یا لیلۃ الاسراء؟

جواب:...... نبی ﷺ کے حق میں لیلۃ الاسراء افضل تھی لیکن امت کے حق میں لیلۃ القدر افضل ہے۔

④ ...... جمعہ کا دن افضل ہے یا ذوالحجہ کا دسواں (قربانی کا) دن؟

جواب:...... پورے ہفتے کے دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اور پورے سال کے دنوں میں قربانی کا دن افضل ہے۔

⑤ ......ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہے یا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا؟

جواب:...... سبقت الی قبول الاسلام اور شروع اسلام کے وقت مال کے ذریعے خدمت اسلام کرنے کے لحاظ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔ لیکن آخر اسلام کے وقت دین پر پختہ رہنے پھر اسلامی تعلیم کو امت تک پہنچانے اور اس کی نشر واشاعت کرنے کے لحاظ سے عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

⑥ ......نیک انسان افضل ہیں یا فرشتے؟

جواب:...... اخروی کمالات کے لحاظ سے تو لوگ افضل ہیں۔ کیوں کہ وہ جنت میں ہوں گے لیکن اب فرشتے افضل ہیں کیوں کہ وہ اب گناہوں کی آلودگیوں سے پاک صاف ہیں اور اپنے رب کی عبادت میں مستغرق ہیں۔ ان کی موجودہ حالت انسانوں کی موجودہ حالت سے افضل ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وبهذا التفصيل يتبيّن سرّ التفضيل وتتفق ادلة الفريقين ـ

یعنی شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے جو مختلف اعتبارات سے یہ فرق بتائے ہیں اس سے تفضیل ایک

دوسرے پر فضیلت دینے کا راز بھی کھلتا ہے اور فریقین کے اختلاف کا خاتمہ ہو کر ان میں اتفاق بھی ہوتا ہے، ان کے دلائل میں جمع وتطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کئی وجوہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے مشابہ ہیں

1. ذہانت وفطانت میں۔ کمال علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ نے کہا ہے: شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی درایت سب سے بلند تھی۔ [2]
2. صغرسنی ہی سے بے مثال حافظہ تھا۔
3. امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق ان کے شیخ ابوحفص عمرو بن علی فلاس نے کہا ہے:

"كل حديث لا يعرفه محمد بن اسماعيل فليس بحديث"

''ہر وہ حدیث جسے محمد بن اسماعیل بخاری نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں۔''

ادھر یہی قول شیخ ابوحفص عمر بن علی بزار رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے حق میں فرمایا ہے:

كل حديث لا يعرفه ابن تيميه ليس بحديث.

''ہر وہ حدیث جسے ابن تیمیہ نہ پہچانیں وہ حدیث نہیں۔''

مطلب یہ کہ ان دونوں کو جملہ احادیث پر عبور تھا۔

4. امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی ابتلاء کا دور آیا شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر بھی کئی دفعہ ابتلاء کے ادوار آئے۔
5. امام بخاری رحمہ اللہ بھی کثیر المطالعہ تھے کتب حدیث پر تکرار نظر کرتے تھے اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ بھی کثیر المطالعہ تھے۔ بلکہ بیماری کی حالت میں بھی مطالعہ نہیں چھوڑتے تھے۔ ایک دفعہ طبیب نے ترکِ مطالعہ کا مشورہ بھی دیا تو انھوں نے کہا یہ مجھے گوارا نہیں۔
6. امام بخاری رحمہ اللہ بھی ایک نظر سے عام احادیث یاد کر لیتے تھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ بھی ایک نظر سے عام احادیث حفظ کر لیتے تھے۔

---

[1] بدائع الفوائد، ج:۲، ص:۱۶۲۔ ۱۶۳.

[2] انوار، ج:۲، ص:۲۶۲.

7 امام بخاری رحمہ اللہ میں بھی صفاتِ عفو و درگزر، تواضع، سخاوت اور عبادت میں خشیت الٰہی اور انابت الی اللہ انتہا درجہ کی تھیں اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی ان صفات کے ساتھ انتہا درجہ کے متصف تھے وہ تو اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیتے تھے۔ مصر میں جب آپ پر حملہ ہوا تھا تو ساتھیوں نے انتقام لینے کا اصرار کیا لیکن شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے انھیں معاف کر دیا۔

8 امام بخاری رحمہ اللہ بھی ہر غیر منسوخ حدیث پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور سنن کی پوری پابندی کرتے تھے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ حافظ بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنے والا، آپ کی اتباع کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ حدیث سے ایک مسئلہ بیان کرتے پھر اگر دیکھتے کہ دوسرے لوگ اِس حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں سمجھتے تو خود اس پر عمل پیرا ہو جاتے اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور فتویٰ دیتے اور اس سلسلہ میں کسی بڑے سے بڑے کا لحاظ نہ کرتے۔ [1]

9 امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی الزامات لگائے گئے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر بھی ان کے مخالفین شافعیوں، مالکیوں اور اشاعرہ وغیرہ کی طرف سے جھوٹے الزامات لگائے گئے حتی کہ انھیں کئی دفعہ جیل بھیجا گیا آپ نے تو انھیں جیل بھجوانے والوں کو بھی معاف کر دیا تھا۔

10 امام بخاری رحمہ اللہ بھی اپنی مدد کے لیے اللہ کے حضور گڑگڑاتے تھے اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی حالت بھی یہی تھی۔ چناں چہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لَمْ اَرَ مِثْلَهٗ فِیْ اِبْتِهَالِهٖ وَاسْتِغَاثَتِهٖ وَكَثْرَةِ تَوَجُّهِهٖ اِلَی اللّٰهِ"

"میں نے گریہ زاری، اللہ تعالیٰ سے استمداد اور فریاد اور توجہ الی اللہ میں شیخ الاسلام کی نظیر کوئی نہیں دیکھا۔"

[1] انوار، ۲: ۲۷٤.

11 امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی معقول و منقول میں تطبیق دی اور قوانین اسلامیہ کو قوانین عقلیہ کے مطابق کر کے دکھایا اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ پر متعدد کتب لکھی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ صحیح منقول اور صریح معقول کے درمیان کوئی تعارض نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ فطرتِ سلیمہ کے عین مطابق ہے۔ دیکھیے ان کی کتب: درء تعارض العقل والنقل، موافقة صريح المعقول لصحيح المنقول، اور القياس فی التشريع الاسلامی له ولابن القيم رحمهما الله۔

12 امام بخاری رحمہ اللہ کے دور کے اہل علم و عمل امام بخاری رحمہ اللہ کو دیکھنے اور ملاقات کا شوق اپنے دلوں میں رکھتے تھے اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو بھی دیکھنے اور ان سے ملاقات کا شوق ان کے دور کے حق پسند علماء کے دلوں میں ہوتا تھا بلکہ ان کے بچپن میں ہی علماء ان کو دیکھنے کے لیے آتے جیسا کہ حلبی شیخ کا واقعہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور ان کا یہ قول ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بڑا مرتبہ حاصل کرے گا میری نظر سے آج تک ایسا کوئی لڑکا نہیں گزرا۔ [1]

عراق سے ایک عالم نے ایک خط لکھا اور اس میں شیخ الاسلام کے محاسن و مناقب لکھے اور اپنی ملاقات کا شوق اور انتہائی تمنا کا ذکر کیا لیکن اس وقت شیخ الاسلام وفات پا چکے تھے۔ [2]

13 امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے ان کے شیخ قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ "میں نے محمد بن اسماعیل بخاری جیسا کوئی نہیں دیکھا۔"

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے بارے بھی امام الجرح والتعدیل علامہ مزی نے کہا ہے کہ "میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو کتاب وسنت کا متبع نہیں دیکھا۔"

امام ابوالعباس احمد واسطی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ

"اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! پھر اللہ کی قسم! آسمان کی چھت کے نیچے ان جیسا کوئی

[1] ص:٤، سطر:٥. [2] انوار، ١/٦٠٣، سطر١٤.

نہیں دیکھا۔"❶

14 امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنے دور کے تمام اہل بدعت کے فرقوں اور غلط نظریات کا کتاب وسنت کی روشنی میں ردّ کیا ہے۔ مثلاً جہمیہ، معتزلہ، مشبہہ، خوارج وروافض، مرجیہ، قدریہ اور جامد مقلدہ وغیرہ سب کا رد کیا ہے اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے بھی تمام گمراہ فرقوں کا کتاب وسنت کی روشنی میں رد کیا ہے۔ نیز ان کی کتاب کے رطب ویابس اور غث وسمین کی بڑے احسن انداز سے نقاب کشائی کی ہے اور بدعات وضلالت کا عقلی ونقلی دلائل سے پوسٹ مارٹم کیا۔ قدیم فلاسفہ کے نظریات پر کاری ضرب لگائی، غلط تصوف، نظریہ وحدۃ الوجود وشہود وحلول کو باطل قرار دیا۔

15 امام بخاری رحمہ اللہ کے بعض معاصرین نے انھیں آیۃ من آیات اللہ کہا۔
شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو بھی بعض نے آیۃ من آیات اللہ کہا ہے۔

16 امام بخاری رحمہ اللہ بھی بڑے انہماک اور خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے تھے حتی کہ انھیں نماز میں ایک دفعہ ایک بڑنے سولہ دفعہ ڈسا لیکن ان کی توجہ اس طرف نہیں گئی نماز سے فراغت کے بعد اسے نکلوا دیا۔
شیخ الاسلام رحمہ اللہ پر بھی نماز کی حالت میں خشیت الٰہیہ کی وجہ سے کپکپی طاری ہوجایا کرتی تھی۔

17 دونوں نے تقلید اعمٰی (اندھی تقلید) سے لوگوں کو ہٹا کر انھیں خالص کتاب وسنت کی طرف دعوت دی۔ صحیح بخاری میں کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور کتاب الحیل وغیرہ کا مطالعہ کریں گے تو ہمارا مدعا ثابت ہوجائے گا۔
اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی کتب مجموع فتاویٰ وغیرہ کا مطالعہ کیجیے۔ نیز الدرة المضية في التقليد والمذهبية من كلام شيخ الاسلام پڑھ لیجیے۔

18 دونوں نے صغرسنی میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

19 دونوں کا دعویٰ تھا کہ ہر ضرورت کا مسئلہ کتاب وسنت میں (عبارةً، دلالةً، اشارةً یا

❶ انوار: ۲/ ۲۶۶.

اقتضاءً) بیان ہو چکا ہے۔ نبی ﷺ نے دین کے اصول اور فروع بیان فرما دیے ہیں۔ ❶

20 دونوں کے نزدیک ضعیف حدیث حجت نہیں۔

21 دونوں ہی عقیدۂ سلف کے بہت بڑے داعی تھے۔
امام بخاری رحمہ اللہ کی خلق افعال العباد نیز صحیح بخاری میں مذکور کتاب التوحید اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی فتوی حمویہ، تدمریہ اور عقیدۂ واسطیہ اور مناظرہ واسطیہ وغیرہ پڑھ کر دیکھ لیجیے۔

22 دونوں ہی ائمہ جرح وتعدیل کے معتدل طبقہ سے تھے۔

23 صحیح اور سقیم کی معرفت میں دونوں چوٹی کے متبحر امام تھے۔ ڈاکٹر رشاد سالم فرماتے ہیں:
جہاں تک حدیث رسول ﷺ کے صحیح اور سقیم کی معرفت کا تعلق ہے۔ تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ اس فن میں پہاڑ کی ایسی چوٹی اور بلندی تھے جسے سر نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ بحیثیت مذہبِ اہل حدیث کے ترجمان

جناب پروفیسر طیب شاہین لودھی ﷾ فرماتے ہیں:
شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اپنے زمانے میں مروّجہ بدعات پر بھرپور اور مدلل تنقید کی اور مسلمانوں کو کتاب وسنت اور منہج سلف پر چلنے کی دعوت دی، انہوں نے تقلید جامد پر بھی بھرپور تنقید کرتے ہوئے مسلکِ اہل حدیث کو خوب واضح اور منقح کیا، اس مسلک پر مختلف اعتراضات کو رفع کیا، مقلد فقہاء کی مخالفتوں، دشنام طرازیوں، کفر کے فتووں، جسمانی ایذاؤں اور قید وبند کی صعوبتوں کی پرواہ کیے بغیر اجتہاد اور حریت پسندی کے پرچم کو بلند رکھا حقیقت یہ ہے کہ ابن حزم رحمہ اللہ سے لے کر ابن تیمیہ رحمہ اللہ تک تقلید جامد کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے اگر اسے جمع کر لیا جائے تو وہ ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کی ان تحریروں کا عشر عشیر بھی نہیں، جو انہوں نے مقلد فقہاء اور ان کے تقلیدی نظریات کے خلاف قلم بند کی ہیں مگر بایں ہمہ علمائے دیوبند انہیں مقلد اور حنبلی کہنے پر بضد ہیں اور اہل حدیث حضرات کی تحقیر کے طور پر انہیں "غیر مقلد" کے لقب سے نوازتے ہیں اور ان کو اہل حدیث کہنے سے عمداً گریز کرتے ہیں۔ فیا للعجب

❶ دیکھیے معارج الوصول لشیخ الاسلام.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے امام اہل السنہ احمد بن حنبل اور دیگر فقہائے اہل حدیث کی فقہی خصوصیات کو ایک مستقل تصنیف ”القواعد النورانية الفقهية“ میں خوب واضح کیا ہے۔ ❶

محدثِ کبیر شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ کا فرمان

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فقہاء محدثین اور اہلِ حدیث کے عقیدۂ وعمل کو سراہتے ہیں اور جابجا والہانہ انداز سے ان کا ذکر فرماتے ہیں یہاں چند ایسے اقتباسات دیئے جاتے ہیں جن سے واضح طور پر یہ امر سامنے آجاتا ہے۔

①......شیخ الاسلام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ومن اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله اباحنيفة ومالكا والشافعي واحمد فإنه مذهب الصحابة الذين تلقوه عن نبيهم.“ ❷

”یعنی ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد کی پیدائش سے پہلے بھی ایک مذہب تھا جو صحابہ کے طریق پر مبنی تھا وہ اہل السنہ والجماعہ کا قدیم مذہب ہے۔“

②......فرماتے ہیں:

”اعلم الناس بالسابقين واتبعهم لهم هم اهل الحديث واهل السنة“ ❸

”یعنی طریق صحابہ کے سب سے زیادہ عالم اور متبع، اہل حدیث واہل سنت ہی ہیں۔“

③......فرماتے ہیں:

”ولاريب ان اهل الحديث اعلم الأمة واخصها بعلم الرسول وعلم خاصته مثل الخلفاء الراشدين وسائر

❶ مسلکِ اہل حدیث کے بارے چند مغالطوں کا ازالہ ص ۳۱۔۳۲۔
❷ منهاج السنه، ۱/ ۲۵۶۔ ❸ نقض المنطق، ۸۷۔

العشرة...... فعلماء الحديث اعلم الناس بهؤلاء ببواطن امورهم واتبعهم لذالك“ ❶

”یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اہل حدیث ہی اس امت میں سے رسول اللہ ﷺ کے علم کو نیز خلفاء راشدین اور باقی عشرہ مبشرہ کے علم کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور ان کو ان کے ساتھ سب سے زیادہ خصوصی تعلق ہے۔“

نیز فرماتے ہیں:

ہر فرقے میں جو خوبی ہے وہ اہل حدیث میں موجود ہے اور ان کے امتیازی اوصاف ان سے زائد ہیں۔ ان کے مخالفین کو معقول، قیاس ورائے، کلام ونظر، ذوق ومکاشفہ وغیرہ جن جن چیزوں پر ناز ہے ان سب سے اہل حدیث نے مفید کام لیا ہے۔ ان کی عقل سب سے زیادہ کامل، ان کا قیاس سب سے زیادہ عدل وانصاف پر مبنی، ان کی رائے سب سے زیادہ درست، ان کا کلام سب سے زیادہ سیدھا، ان کی نظر وفکر سب سے زیادہ صحیح، ان کا استدلال سب سے زیادہ درست، ان کا طریقہ بحث سب سے زیادہ پختہ، ان کی فراست سب سے زیادہ باکمال، ان کا الہام سب سے زیادہ سچا، ان کی بصیرت کی نظر ومکاشفہ سب سے زیادہ تیز، ان کا سننا اور خطاب کرنا سب سے اچھا، ان کا ذوق ووجد سب سے زیادہ عظیم۔ ❷

⑤......ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

یقین وطمانینہ اور معرفت وہدایت کی نعمت سے اہل حدیث ہی سرفراز ہوتے ہیں۔ علماء وخواص کا تو کہنا ہی کیا عوام اہل حدیث بھی فلسفہ زدہ متکلمین سے اونچے درجے پر ہیں۔ ❸

⑥......فرماتے ہیں:

اہل حدیث کی ثابت قدمی اور ان کا استقرار اہل کلام وفلسفہ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ❹

⑦......فرماتے ہیں:

❶ ص ۷۷ من نقض المنطق. ❷ نقض المنطق، ص۷.
❸ نقض المنطق، ص۲٦. ❹ نقض ،ص۴۳.

اہل حدیث میں کم سے کم جو خوبی ہے وہ یہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے محبت کرتے ہیں اور پھر ان کے معانی کو سمجھنے کی جستجو کے بعد ان پر عمل کرتے ہیں۔ ❶

⑧......فرماتے ہیں:

"ففقهاء الحديث اخبر بالرسول من فقهاء غيرهم وصوفيتهم أتبع للرسول من صوفية غيرهم وامراء هم احق بالسياسة النبوية من غيرهم وعامتهم احق بموالاة الرسول من غيرهم."

"یعنی فقہاءِ حدیث کو دوسرے فقہاء سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا پتہ ہوتا ہے اور اہل حدیث کے صوفی دوسرے صوفیاء سے زیادہ متبع رسول ہوتے ہیں، اہل حدیث حکمران سیاست نبوی سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں اور عوام اہل حدیث کو دوسرے لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت ہوتی ہے۔ پھر خود سوال کرتے ہیں کہ: یہ فقہاء حدیث، یا اہل حدیث کون لوگ تھے؟"

اس کا جواب خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

"ہمارے نزدیک اہل حدیث سے مراد وہ علماء بھی ہیں جو احادیث کو یاد کرنے والے، ان کی معرفت رکھنے والے اور ظاہر و باطن میں انہیں سمجھنے والے ہوں اور اسی طرح ظاہر و باطن میں ان پر عمل کرنے والے بھی اہل حدیث ہیں۔" ❷

⑨......پھر فرماتے ہیں:

"انى فى عمرى الى ساعتى هذه لم ادع احدا قط فى اصول الدين الى مذهب حنبلى اوغير حنبلى ولا انتصرت لذالك ولا اذكره فى كلامى ولا أذكر الا ما اتفق عليه

❶ نقض، ص۴۳۔ ❷ ص ۸۱۔

سلف الامة وائمتها" ❶

"یعنی اصولِ دین کے سلسلے میں میں نے کبھی کسی خاص مذہب کی دعوت نہیں دی نہ ہی کسی مذہب خاص حنبلی یا غیر حنبلی کی طرف دعوت دی اور نہ ہی اس کی طرف سے دفاع کیا ہے، میں تو وہ کہتا ہوں جو ائمہ سلف کا متفقہ مذہب ہے۔"

خلاصہ یہ کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ حنبلی مقلد نہیں تھے۔

مزید سنیے! شیخ، امام، عالم یگانہ، فاضل، حافظ، سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن موسیٰ البزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کی حق پر ثابت قدمی، مضبوطی اور توحید حق کی حقانیت پر پختگی میں عظیم ترین ہستی تھے، کسی ملامت گر کی ملامت، کسی کہنے والے کی بات آپ پر اثر انداز نہیں ہوتی تھی، اور نہ ہی کسی بدعی کی حجت بازی کی وجہ سے حق سے باز آتے تھے، بلکہ جب آپ کے سامنے حق واضح ہو جاتا، تو اس کو اپنے دانتوں کے ساتھ مضبوط پکڑ لیتے تھے۔ اللہ کی قسم! میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع و تعظیم کرنے والا نہیں دیکھا، یہاں تک کہ آپ جب کسی مسئلہ میں حدیث بیان کرتے اور دیکھتے کہ اس کی ناسخ کوئی دوسری حدیث نہیں ہے، تو اس پر خود عمل پیرا ہوتے، اس کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس بارے مخلوق میں سے کسی بڑے چھوٹے کی بات کی طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔"

نیز فرماتے ہیں:

"جب کوئی منصف آپ کو عدل و انصاف کی نگاہ سے دیکھے گا تو وہ آپ کو کتاب و سنت کے ساتھ کھڑا پائے گا وہ دیکھے گا کہ کسی بڑے سے بڑے کی بات بھی آپ

❶ تعليقات المحدث الشيخ عطاء الله حنيف رحمه الله، على حيات شيخ الاسلام بن تيميه لابى زهره، ص ۷۳۹ تا ۷۴۱۔

کو دوسری طرف مائل نہیں کر سکی۔ کتاب وسنت کے علم پر عمل کرنے میں کسی اور طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے۔ آپ کسی میر، بادشاہ کے کوڑے اور تلوار سے نہیں ڈرتے تھے اور کتاب وسنت سے کسی کے قول کی خاطر نہیں ہٹتے تھے۔ کتاب و سنت کی مضبوط رسی کے ساتھ تمسک رکھتے تھے۔ اسی کے پابند اور اسی سے خوش تھے، آپ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل پیرا تھے"۔

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ﴾ [النسا: ۵۹]
"اگر کسی چیز کے بارے تم میں نزاع پیدا ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔"

نیز فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ [الشوریٰ: ۱۰]
"اگر تمہارا کسی بھی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف لے جاؤ۔"

ایک طویل عرصہ تک کتاب وسنت کی کثرت سے موافقت ومتابعت، ان کے معانی کو گہری نظر سے تلاش کرنے، اور ان پر عمل کرنے میں جو شہرت آپ کو ملی، وہ کسی اور کو نہیں ملی۔
اسی لیے آپ علماء کے اقوال میں سے اس قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے، جو کہ کتاب وسنت کے زیادہ موافق ہوتا، آپ کوشش کرتے کہ جو قول معقول ومنقول کے لحاظ سے حق کو زیادہ واضح کرتا ہو، اسی کو اختیار کریں۔ آپ کا یہ طریقہ واضح ومشہور ہے اور آپ نے اپنی ہر تصنیف وتالیف، منصوص مسئلے اور فتوے میں اسی مسلک کو اختیار کیا ہے جس کو عقلی اور نقلی دلیل ترجیح دے۔ آپ صرف قولِ حق کی تلاش کرتے تھے اور دعویٰ پر اپنی دلیل وبرہان قائم کرتے تھے جو قطعی، واضح اور ظاہر ہوتی تھی۔ جب اسے ایک فطرت سلیم رکھنے والا سنتا تو اس کا دل اس پر مطمئن اور خوش ہو جاتا اسے یقین ہو جاتا کہ یہی حق مبین ہے۔
امام صاحب کی سب کتابوں اور تحریروں سے یہ نظر آتا ہے کہ ان کے نزدیک حدیث

صحیح ثابت ہو جائے تو اسی کو اختیار کرتے، اسی کے مطابق عمل کرتے اور اسی کو ہر عالم اور مجتہد کے قول سے مقدم رکھتے۔ یہی قول آپ سے پہلے امام شافعی رحمہ اللہ کا تھا کہ "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" کہ جب صحیح حدیث مل جائے یا جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔
جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر حدیث صحیح کی اتباع وپیروی کا احسان وانعام کیا تو آپ نے اپنے اہل زمانہ پر اس کو حجت کے طور پر پیش کیا، یہاں تک کہ دور دراز علاقوں سے لوگ اختلافی مسائل اور جھگڑوں میں آپ سے فتوے لیتے تھے اور جن مسائل میں شکوک وشبہات ہوتے، ان کے تصفیہ کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ ان کو درست اور سیدھا جواب دیتے، اور متعدد علماء کے اقوال سے اسے مبرہن فرماتے تھے، جب کسی صاحب بصیرت اور حق کے متلاشی کو اس کی خبر ہوتی، تو اسے یقین کے ساتھ قبول کرتا۔ اس کے معانی ومدلول کا حق ہونا اس پر واضح ہو جاتا ہے۔ [1]

[1] انوار ۲/ ۳۰۳۔ ۳۰۵۔

قرآن وحدیث کو چھوڑ کر کسی امام کی تقلید کرنے کے بارے میں شیخ الاسلام کا موقف

فرماتے ہیں:

"ان من نصب اماما فأوجب طاعته مطلقا اعتقادا اوحالا فقد ضل فی ذالك ...... وكذالك من دعا الى اتباع امام من أئمة العلم فی كل ماقاله وأمربه ونهى عنه مطلقا كالا ئمه الأربعة"❶

"جس نے کسی کو اپنا امام بنالیا ہو کہ اس کی عقیدہ وحال میں مطلق طور پر اطاعت واجب کر دی ہو تو وہ گمراہ ہوا اور اسی طرح وہ بھی گمراہ ہوا جس نے ائمہ علم میں سے کسی امام کی ہر بات، حکم اور منع کو مطلق طور پر قبول کرنے اور اس کی پیروی کرنے کی دعوت دی ہو جیسا کہ ائمہ اربعہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ ہیں۔"

فرماتے ہیں:

"جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ لوگوں پر فلاں معین امام کی تقلید کرنا واجب ہے (جسے تقلید شخصی کہا جاتا ہے) تو ایسے شخص سے توبہ کروائی جائے توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے، فرماتے ہیں کہ معین امام کی تقلید کے وجوب کا تو کوئی مسلمان قائل نہیں ہوسکتا۔ جلد ۲۲ ص ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ فرماتے ہیں: جو کوئی امام

❶ مجموع الفتاوی جلد ۱۹، ص ۶۹۔ ۷۰.

مالک کے لیے یا شافعی کے لیے یا احمد کے لیے یا ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے لیے تعصب رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس اسی کی بات درست ہے اسی کی پیروی کی جائے دوسرے کی نہ کی جائے، تو ایسا شخص جاہل اور گمراہ ہے بلکہ کبھی کافر بھی ہوسکتا ہے وہ اس وقت ہوگا جب وہ یہ کہے گا کہ تمام لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ صرف اس امام (مثلاً ابوحنیفہ) کی اتباع کریں نہ کہ دوسروں کی ایسے شخص سے توبہ کروانی ضروری ہے۔"❶

جن مقلد مصنفین نے رائے اور مذہب میں کتابیں تصنیف کی ہیں انہوں نے اپنی کتابوں میں اپنے مقتدئی امام اور اس کے اصحاب کی آراء ہی ذکر کر دی ہیں اور کتاب وسنت سے اعراض کرلیا ہے اور کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنے امام کی رائے اور اس کے مذہب کی کسوٹی پر پرکھا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد وغیرہ کے بہت سے مقلدین نے اپنی کتابوں میں یہ کام کیا ہے۔❷

تقلید شخصی کے رد کے لیے جلد ۲۰ ص ۲۱۶ بھی دیکھیے:

امام رحمہ اللہ ائمہ اربعہ وغیرہ کے اقوال کو حجت لازمہ نہیں سمجھتے بلکہ وہ تو دعوئ کرتے ہیں کہ اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی تقلید جائز نہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ:

"ائمہ نے خود آپ اپنی تقلید سے منع کیا ہے اور اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی ان کے قول کے خلاف کوئی قرآنی یا حدیثی دلیل پائیں تو وہ قرآن وحدیث کی دلیل کو قبول کرلیں اور ہمارے اقوال کو چھوڑ دیں۔"❸

فرماتے ہیں کہ:

❶ جلد ۲۲ ص ۲۴۸، نیز دیکھیے ص ۲۵۲.
❷ مجموع الفتاوی جلد ۱۷، ص ۳۶۷.
❸ جلد ۲۰، ص ۱۰، ۲۱۰۔۲۱۱۔۲۱۲.

"امام احمد رحمہ اللہ تو اپنے شاگردوں میں سے علماء کو بھی اپنی تقلید سے روکتے تھے۔ چہ جائیکہ مجتہدین کو تقلید کی اجازت دیں مثلاً ابوداود، عثمان بن سعید، ابراہیم حربی، ابوبکر اثرم، ابوزرعہ، ابوحاتم اور مسلم وغیرہ کو کسی کی بھی تقلید کرنے سے روکا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم اصل یعنی کتاب وسنت کو لازم پکڑلو۔"[1]

اس مذکورہ بحث وعرض سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتاب و سنت کے خلاف کسی امام کی تقلید کو نہ اپنے لیے نہ کسی اور کے لیے جائز سمجھتے تھے بلکہ ناجائز اور حرام سمجھتے تھے۔

نیز یہ کہ شیخ الاسلام رحمہ اللہ اصول وفروع اور عقائد وفقہیات میں مذہب اہل حدیث پر گامزن تھے اور اسی مسلکِ حق کی طرف دعوت دیتے تھے جو فقہاء کی تصنیف کردہ اصطلاحات سے قبل عہد خیر القرون میں جاری وساری تھا۔

تعلیق المحدث عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ شیخ، ص ۱۴۷، ابوزہرہ مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن تیمیہ رحمہ اللہ پوری قوت اور سختی کے ساتھ تمسک بالسنہ پر عامل ہیں۔ ص ۶۷۹ از حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اتنی وضاحت کے باوجود بھی اگر کوئی شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو حنبلی مقلد کہنے پر اصرار کرے تو اس کی عقل میں لازمی طور پر فتور ہوگا۔

معنعن سند کے بارے شیخ الاسلام کا موقف

امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ معنعن (عن فلان عن فلان) سند میں جب تک راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات ثابت نہ ہوجائے اس وقت تک وہ متصل نہیں سمجھی جائے گی۔ بشرطیکہ وہ راوی مدلس نہ ہو کیوں کہ مدلس ہونے کی صورت میں وہ علی الاطلاق متصل نہیں ہوگی۔

امام مسلم رحمہ اللہ کا موقف یہ ہے کہ معنعن سند تین شرطوں کی موجودگی میں متصل سمجھی جائے گی۔

۱: راوی اپنے شیخ کا ہم عصر ہو اور ملاقات کا امکان ہو۔

[1] جلد ۲۰، ص ۲۲۶.

۲: راوی مدلس نہ ہو۔

۳: ملاقات کی نفی پر واضح دلیل نہ ہو۔

امام بخاری رحمہ اللہ والا موقف رکھنے والے علماء

امام بخاری رحمہ اللہ سے پہلے یا ان کے دور میں یا ان کے زمانے کے بعد جن علمائے کرام نے یہ موقف اختیار کیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) شعبہ بن حجاج (۲) یحییٰ بن سعید قطان (۳) امام محمد بن ادریس شافعی (۴) یحییٰ بن معین (۵) احمد بن حنبل (۶) عمرو بن علی فلاس (۷) علی بن مدینی (۸) ابوزرعہ رازی (۹) ابوحاتم رازی (۱۰) ابوزرعہ دمشقی (۱۱) ابوبکر بزار (۱۲) ابوالحسن دارقطنی (۱۳) ابوبکر بیہقی (۱۴) حافظ ابن صلاح (۱۵) حافظ عبدالعظیم منذری (۱۶) شرف الدین نووی (۱۷) ابن رُشید (۱۸) حافظ ذہبی (سیر ۱۲/ ۵۷۳) (۱۹) حافظ علائی (۲۰) ابن رجب حافظ ابن حجر (فی شرح نخبہ)

امام مسلم رحمہ اللہ والا موقف رکھنے والے علماء

(۱) ابن حبان (۲) حاکم (۳) ابن حزم (۴) ابن القطان فاسی (۵) ابن دقیق العید (۶) شیخ الاسلام ابن تیمیہ (۷) ابن جماعہ (۸) حافظ مزی[1] (۹) علامہ طیبی (۱۰) ابن ترکمانی حنفی (انھوں نے اس قول کی بنا پر کئی مقامات میں امام بیہقی کا رد کیا ہے۔[2] (۱۱) حافظ ابن کثیر (۱۲) محمد بن اسماعیل صنعانی (۱۳) شبیر احمد عثانی (۱۴) شیخ احمد شاکر مصری (۱۵) علامہ عبد الرحمن معلمی علامہ محمد ناصر الدین البانی (۱۶) عبدالفتاح ابوغدۃ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَلِ الْعَنْعَنَةُ مَعَ اِمْكَانِ اللِّقَاءِ مَالَمْ يُعْلَمْ اَنَّ الرَّاوِيَ يُدَلِّسُ كَافِيَةٌ.

[1] تہذیب الکمال: ۱/ ۱۷۸.

[2] الجوهر النقي: ۱/ ۱۱۰.

''یعنی راوی کا مدلس ہونا معلوم نہ ہو اور ملاقات ممکن ہو تو یہ عنعنہ والی حدیث پر عمل کرنے کے لیے کافی ہے۔''[1]

مطلب یہ کہ ہر راوی کا ہر راوی سے سماع منصوص ہونا ضروری نہیں۔

اس بحث کی تفصیل کے لیے دیکھیے: موقف الإمامين البخاری ومسلم من اشتراط اللقاء والسماع فی السند المعنعن بين المتعاصرين.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وفات

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام ذوالقعدہ ۷۲۸ھ میں بیمار ہو گئے۔ آپ اس وقت قلعہ میں بند تھے۔ تقریباً ۲۳ دن بیمار رہے اکثر لوگوں کو آپ کی بیماری کا علم نہ تھا۔

''مجموع الدرر'' میں ہے کہ وزیر شمس الدین نے امام موصوف کے بستر کے قریب بیٹھ کر بیمار پرسی کی اور ان سے معافی چاہی۔ امام صاحب نے فرمایا: میں تم کو اور ان تمام لوگوں کو جنھوں نے میرے ساتھ دشمنی کی صدقِ دل سے معاف کرتا ہوں یہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں حق پر ہوں۔

امام صاحب نے قید خانے میں (۸۰) مرتبہ قرآنِ مجید کا دور کیا۔ (۸۱) اکیاسویں مرتبہ قرآنِ مجید پڑھ رہے تھے کہ سورۂ قمر کی اس آیت کریمہ پر پہنچے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝﴾

[القمر: ٥٤-٥٥]

''یعنی پرہیز گار لوگ بلاشبہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے اور صاحب اقتدار بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ہاں سچی جگہ حاصل کیے ہوئے رہیں گے۔''

آگے قرآنِ مجید پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ آخر ۲۸ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ کو دوشنبہ کی رات کو علم وعمل اور تقویٰ وطہارت کا پیکر ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[1] شرح العمدة كتاب الطهارة، لشيخ الاسلام ابن تيميه: ١٧١.

حاضرین جنازہ کا اندازہ ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ تک لگایا گیا ہے اور پندرہ ہزار عورتوں نے شرکت کی۔ زاہد محمد بن تمام رازی رحمہ اللہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور دمشق میں مقبرہ صوفیہ میں دفن کیے گئے۔ ان کی کتابیں اور ان کا علم پوری دنیا میں چمک دمک رہا ہے اور ان کی مخالفت کرنے والے اور انھیں جیلوں میں بھیجنے والوں کے نام تک غیر معروف ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے معاصر ایک عراقی فاضل علامہ شیخ عبداللہ ابن حامد رحمہ اللہ کے خط کے بعض اقتباسات جو انھوں نے شیخ ابوعبداللہ کی خدمت میں بھیجا تھا:

''میں شیخ الاسلام امام الدنیا رحمہ اللہ سے پرخلوص محبت رکھتا ہوں۔ الحمد للہ آج تک اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی خاص طور پر جب کہ مجھے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے مباحث اور استدلالات کا علم ہوا جن سے باطل پرستوں میں زلزلہ آ گیا ہے اور ان کے سامنے فلسفیوں کا مغالطہ آمیز استدلال نہ ٹھہر سکا اور بدعتی متکلمین کے قدم بھی نہ جم سکے۔''

''پھر اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ شیخ الاسلام، امام الدین رحمہ اللہ کی تصنیف میرے ہاتھ لگ گئی میں دیکھ کر پھولا نہ سمایا کہ وہ عین میری فطرت اور میرے مسلک کے موافق تھی اس میں حق کو ائمہ سنت اور سلف امت کی طرف منسوب کیا گیا تھا پھر وہ عقل ونقل کے عین مطابق بھی تھا۔ میں اس حق کو پا کر بے حد خوش تھا گویا مجھے میری گم شدہ متاع واپس مل گئی ہے جس کا کوئی بدل نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس رجل عظیم کی محبت ضروری ہو گئی ہے۔''

''مجھے آپ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر عراق کو واپسی اور کوفہ میں پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے ملی تھی۔ مجھے آپ کی وفات پر حقیقی بھائی کی موت سے بھی زیادہ صدمہ اور غم ہوا بلکہ اس باپ سے بھی زیادہ جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو جتنا صدمہ اور غم مجھے آپ کی وفات پر ہوا کسی بیٹے، بھائی یا عزیز واقارب کی وفات پر بھی کبھی نہیں ہوا۔ جب آپ کا خیال یا تصور دل میں آتا ہے تو آپ کی وفات کے صدمے کا زخم پھر ہرا ہو جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدمہ ابھی پہنچا ہے، واللہ۔ ان سطور کے لکھتے

وقت میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں مجھے آپ کی عدم ملاقات کا سخت قلق اور صدمہ ہے۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

''اس عظیم انسان کا کلام خالص سونے کی مانند ہے۔ جب کہ عموماً دوسروں کے کلام میں ملاوٹ ہوتی ہے جو خالص حق کے طالب سے مخفی نہیں۔''

''طالب علموں پر واجب تھا کہ وہ کونے کونے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عجائباتِ ملکوتی کا نظارہ کرتے اور دیکھتے۔''[1]

---

[1] انوار رحمانی، ج:۱، ص: ۶۰۳-۶۰۴.

دینی مدارس کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے لیے قیمتی تحفہ

تخریج و تحقیق

کے

اصول و ضوابط

تالیف

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

مراجعت

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

Salafi
RESEARCH INSTITUTE

الإبانة عن أصول الديانة

تالیف

امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ

(م 324ھ)

ترجمہ و تقدیم

ابو محمد موہب الرحیم حفظہ اللہ

مراجعت و تعلیق

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ

ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہ اللہ

Salafi
RESEARCH INSTITUTE

زیر طبع ہے

مقدمہ شرح صحیح بخاری

از

فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمن ضیاء حفظہ اللہ

مرتب

احسان یوسفی الحسینوی

سلفی
Salafi
RESEARCH INSTITUTE

United Kingdom

انگلینڈ | پاکستان

Suite M0162, 265-269 Kingston Road Wimbledon,
London Sw19 3 NW +447497261845

حسین خانوالا ہٹھاڑ تحصیل وضلع قصور، پنجاب - پاکستان +92 302 4056 187